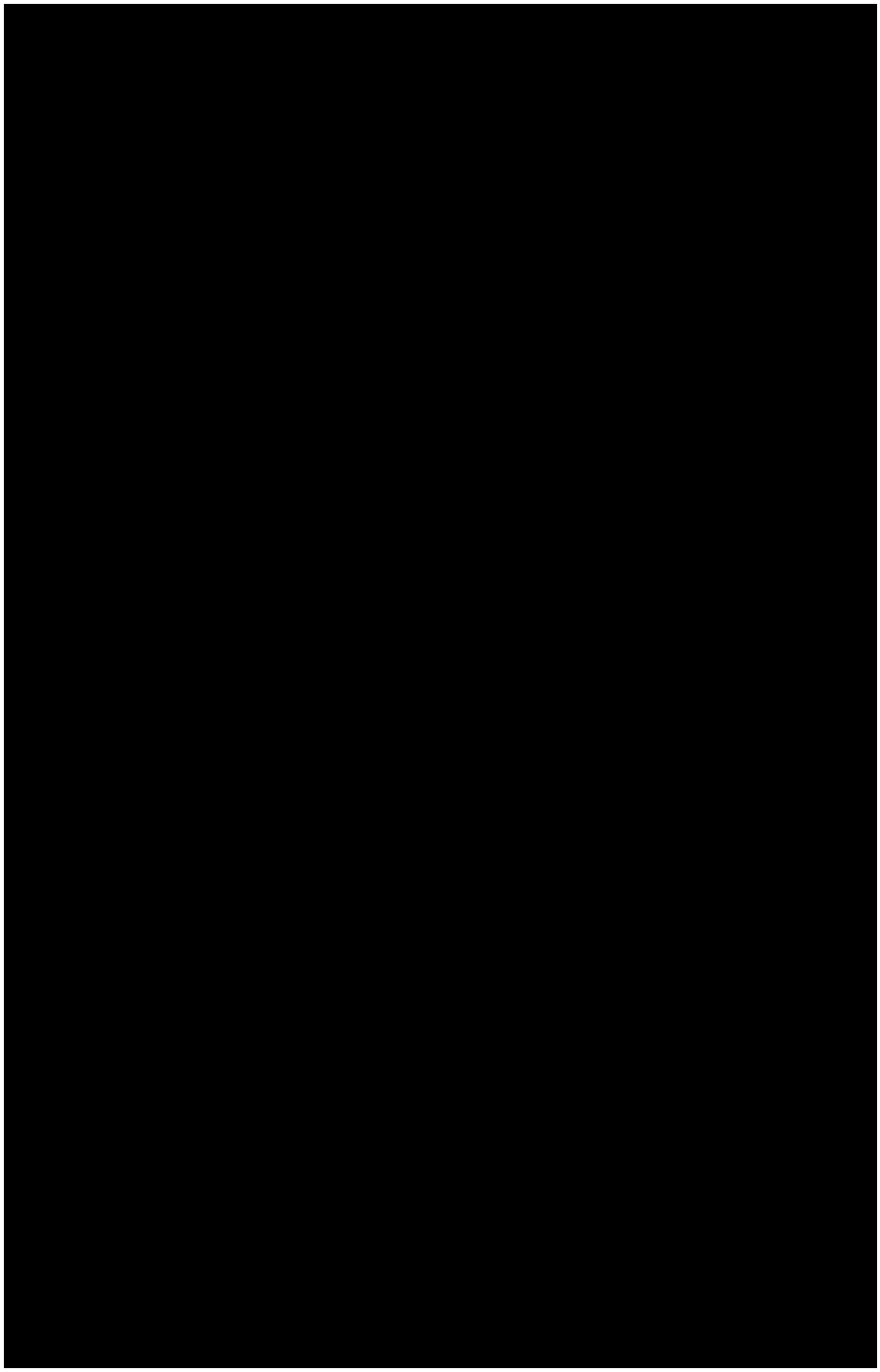
*Mustafai(Damat-Barakatahum-ul-Aaliya)Ameer-e-Aala-IdaratulMustafa-Pakistan.*

## *Deen Hmaa Osst*

**Category : idaratulMustafa**

**Published by** Sharafat-Ali-0345-6514675 on 2009/1/18



بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ

نہ کٹ مروں جب تک خواجۂ بطحاء کی عزت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایمان ہو نہیں ہو سکتا

# دیں ہمہ اُوست

زیرِ اہتمام

## اِدارۃ المصطفٰی پاکستان

contact us :

0300-7793724,055-3891292,0300-4406838,0321-6476602

www.idaratulmustafa.com

Email:mustafai101@gmail.com

# فہرست


| مضامین | مرتبین | صفحہ نمبر |
|---|---|---|
| آقا! ہم سے بھول ہوئی | پیرزادہ محمد رضا ثاقب مصطفائی | 3 |
| از عرش نازک تر | پیرزادہ محمد رضا ثاقب مصطفائی | 5 |
| گستاخ رسول واجب القتل | مفتی محمد صدیق ہزاروی | 13 |
| شہید محبت | صاحبزادہ خورشید احمد گیلانی | 17 |
| اُمتِ مسلمہ کی زبوں حالی | محمد فہیم قادری | 21 |
| میری داستان ہے میرے لہو سے رنگین | محمد زین العابدین قادری | 31 |
| اِسلام ازم پر صیہونی یلغار | محمد تصدق حسین قادری | 36 |
| توہین رسالت کی شرعی سزا | محمد فہیم قادری | 41 |
| لبیک یارسول اللہ ریلی کی روئیداد | حافظ محمد اَرشد مصفائی | 49 |
| شہیدانِ ناموسِ رسالت | محمد سلطان مصطفائی | 52 |
| فکرِ اَمروز | حافظ محمد یعقوب فریدی | 54 |

# آقا! ہم سے بھول ہوئی

پیرزادہ محمد رضا ثاقب مصطفائی

ڈنمارک اور دیگر مغربی ممالک کی جانب سے توہین آمیز خاکوں کی مسلسل اِشاعت اور قرآنِ مجید کی بے حرمتی پر مشتمل ہالینڈ کے ممبر پارلیمنٹ (G. Wilders.) کی بدنامِ زمانہ فلم (فتنہ) کی نمائش اُمتِ مسلمہ کیلئے سخت اِضطراب کا باعث ہے .....دل زخم زخم ہیں ...اور...جگر لہولہو زندگی کا ایک ایک لمحہ کرب واذیت کی دردناک تصویر ہے.....شماتتِ رسول کی یہ شرمناک تحریک مغربی حکمرانوں کی سرپرستی میں گزشتہ کئی صدیوں سے جاری ہے۔

ملکہ برطانیہ کی جانب سے رسوائے زمانہ مصنف ملعون رشدی کو سر کا خطاب دیا جانا مغرب کی مکروہ سوچ کا آئینہ دار ہے.....کتّوں اور بلّیوں کے حقوق پر تنظیمیں بنانے والے اِن عیّاروں کو ڈیڑھ ارب انسانوں کے کلیجے چھلنی کر کے نہ جانے کیا ملتا ہے۔

کابل سے قندھار تک.....قلعہ جنگی سے دشتِ لیلیٰ تک .....موصل سے بغداد تک گوانٹاناموبے کے جیل خانوں سے اَلقدس کے کوچہ و بازار تک روتی.... سسکتی..... اور جاں بلب مسلم اُمّہ اَمن کے اِن نام نہاد ٹھیکیداروں کے پنجہءِ ظلم میں کراہ رہی ہے۔

جبکہ دوسری طرف عالمی قیادت سے محروم مسلم دُنیا تہہ در تہہ بحرانوں کا شکار ہے....چھپن ستاون اِسلامی ملکوں کے حکمران فرنگی روحوں کے بے حس ڈھانچے ہیں.....تہذیبِ فرنگ ایک فیشن اور غلامیٔ مغرب تمغہءِ اعزاز ہے.....اِسلامی تہذیب دِقیانوسی اور دینی تشخص بنیاد پرستی کے طعنوں کی زد میں ہے ..... ذِلت آمیز زندگی کو حکمتِ عملی .....جہاد گردیزی کو اِعتدال پسندی فحاشی وعریانی کو روشن خیالی.....بدی سے مفاہمت کو (compromise) کے خوبصورت غلافوں میں لپیٹ کر پیش کیا جارہا ہے۔

اِن حالات میں ہر ذی شعور اور حساس مومن سخت پریشان ہے.....روحیں مضطرب ہیں.....تو دل بے چین.....یہ کیسے دن آئے؟.....فلک بھی دشمن.....زمیں بھی مخالف اُوپر سے بارود.....نیچے سے زلزلے.....جائیں تو کہاں جائیں..... نہ پائے ماندن نہ جائے رفتن.....لگتا ہے رحمتِ خداوندی بھی ہم سے رُوٹھ گئی۔

گنہگاروں کے کریم آقا!

غریب پرور آقا!

بندہ نواز آقا!

ہم سے بھول ہوئی.....ہمیں اِقرار ہے کہ ہم سے بھول ہوئی۔

ہمیں معاف کر دیں.....حضور معافی! حضور معافی!

ماضی کی خطاؤں سے درگزر فرمائیں۔

آئندہ عہد کرتے ہیں، ایک ایک سانس آپ کے نام۔

جئیں گے تو آپ کیلئے.....مریں گے تو آپ کیلئے۔

آخری سانس تک آپ کے وفادار رہیں گے۔

لبیک یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم.....لبیک یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم!

حضور ہم حاضر ہیں.....ہمارے دل بھی حاضر

ہماری جانیں بھی حاضر.....ہماری نسلیں بھی حاضر

لبیک یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم!

لبیک یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم !

# از عرش نازک تر

پیرزادہ علامہ محمد رضا ثاقب مصطفائی

شہیدِ ناموسِ رسالت غازی عامر عبدالرحمٰن شہید کی تدفین کے بعد گراؤنڈ گورنمنٹ ہائی سکول ساروکی میں اِجتماعی جمعۃ المبارک سے پیرزادہ محمد رضا ثاقب مصطفائی کا خطاب طوالت کے خوف سے عربی خطبہ، تمہیدی کلمات اور درمیان سے کچھ حصہ حذف کر کے پیش کیا جارہا ہے۔ (ادارہ)

.....

اِرشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَ قُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا وَلِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ﴾

اِس آیتِ کریمہ میں اَللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ اے ایمان والو! نبی کیلئے (راعنا) کا لفظ اِستعمال نہ کرو بلکہ عرض کرو (انظرنا) اور دھیان سے سنا کرو اور کافروں کیلئے دردناک عذاب ہے۔

حضور ﷺ جب گفتگو فرماتے تھے تو صحابہ کرام اُس کو پوری توجہ سے سنتے تھے، گویا اُن کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں، ہلکی سی جنبش سے کہیں وہ اُڑ نہ جائیں، یہ تھی کیفیت حضور ﷺ کے سننے والے صحابہ کرام کی، اِدھر آقا کریم ﷺ کا اَندازِ تکلم بڑا خوبصورت اور دلنواز تھا کہ اُم المومنین فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ کے لفظ ایسے واضح تھے کہ اگر کوئی اُن کو شمار کرنا چاہتا تو شمار کرسکتا تھا اور آپ ایک بات کو تین تین بار اِرشاد فرماتے اور لوگوں کے فہم کے مطابق بات کرتے، اِسی لئے فرمایا: (كَلِّمُوا النَّاسَ عَلٰى قَدْرِ عُقُوْلِهِمْ لَا عَلٰى عُقُوْلِكُمْ) جب بات کرو تو لوگوں کی عقل کے مطابق کرو، نہ کہ اپنی عقل کے مطابق پس آپ بات سادہ، دلنشین اور مختصر فرماتے، اِس کے باوجود اگر کسی کو کوئی بات سمجھ نہ آتی تو وہ دوبارہ پوچھ لیتا اور عرض کرتا: (راعنا یا رسول اللّٰہ) حضور ہماری رِعائیت فرمائیں، آقا ﷺ ناراض نہ ہوتے، دوبارہ اِرشاد فرمادیتے، اُس وقت منافقین بھی مسلمانوں کی صفوں میں موجود تھے، وہ (راعنا) کو کسی دوسرے معنی میں اِستعمال کر کے اپنی اندر کی آگ ٹھنڈی کرتے۔

حضرت سعد بن معاذ ؓ لغتِ یہود سے واقف تھے، برداشت نہ کر سکے، آپ یہودیوں سے کہنے لگے کہ اگر آج کے بعد تم نے ( راعنا) کہا تو میں تمہاری گردن ماردوں گا، اُنہوں نے کہا کہ تم بھی تو کہتے ہو تو حضرت سعد بن معاذ ؓ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تا کہ عرض کریں کہ اَہلِ اِیمان کو (راعنا) کہنے سے منع کر دیں، قبل اِس سے کہ وہ عرض کرتے، قرآن حکیم نے یہ حکم نامہ پہلے ہی جاری کر دیا۔

﴿ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَ قُوْلُوا انْظُرْنَا ﴾

اے اِیمان والو! آج کے بعد تم نے ( راعنا) نہیں کہنا، تم اَدب سے کہتے ہو اور جب بھی یہ لفظ تمہارے لبوں پر سجتا ہے تو تمہارا رواں رواں خوف سے کانپ رہا ہوتا ہے، نبی کی تعظیم کے جذبوں سے سرشار ہو کر کہتے ہو، لیکن اِس لفظ کی اوٹ میں کھڑے ہو کر کچھ بد بخت میرے نبی کی توہین کر جاتے ہیں گو تمہاری نیت میں کچھ شک نہیں، لیکن اِس لفظ سے میرے نبی کی توہین کا چونکہ اِمکان موجود ہے اِسلئے آج کے بعد تمہیں بھی روکتا ہوں اِس لفظ سے، تم نے میرے نبی کو نہیں پکارنا بلکہ ایسا لفظ بولنا جو منافقین کی زبان پر نہ آ سکے، وہ لفظ بھی خود بتا دیا کہ تم کہنا (انظرنا ) آقا! ہم پر نظر کرم کیجئے، یہ وہ لفظ ہے جو قیامت تک منافقوں کی زبان پر نہیں آ سکے گا، پھر فرمایا (واسمعوا) غور سے سن لیا کرو، یہ نوبت ہی نہ آئے، پھر فرمایا کہ کافروں کیلئے دردناک عذاب ہے۔

اب ذرا غور کیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی ذات کے حوالے سے اِس قدر اِحتیاط کا حکم دیا ہے کہ وہ لفظ جس کے ایک پہلو میں توہین کا اِمکان موجود ہو اور بولنے والے توہین کی نیت نہ بھی رکھتے ہوں، پھر بھی منع کر دیا کہ میرے محبوب کیلئے تم نے وہ لفظ بھی نہیں بولنا، یہ ہے نبی کریم ﷺ کی چوکھٹ کا اَدب اور اُس کی تعظیم کا عالم، صحابہ کرام نے حضور ﷺ کے آداب کی جس طریقے سے رِعایت کی، وہ کسی سے مخفی نہیں ہے، حضور ﷺ وضو کرتے ہیں تو صحابہ کرام وضو کا پانی زمین پر نہیں گرنے دیتے تھے، حضور ﷺ لعاب پھینکتے ہیں تو وہ اِس کو زمین پر نہیں گرنے دیتے بلکہ اپنے ہاتھوں پہ لے لیتے اور اپنے چہروں پہ مل لیتے، جن کو وہ لعاب یا وضو کا پانی میسر نہ آتا تو جن ہاتھوں نے وہ پانی مس کیا ہوتا ہے، وہ اُن ہاتھوں کو مس کر کے اپنے چہروں پہ مل لیتے ہیں۔

حضرت اِمام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے چالیس سال آپ ﷺ کے روضہ مبارک کے قریب بیٹھ کر درسِ حدیث دیا اور کتاب کا ورق اِتنی آہستگی سے پلٹتے کہ آواز بھی پیدا نہیں ہونے دیتے، اِس وجہ سے کہ حضور ﷺ کے آرام میں خلل نہ آجائے، عزت بخاری کے شعر کو علامہ اقبال نے اپنے کلام میں شامل کیا

اَدب گاہیست زیرِ آسمان از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

یہ بارگاہ اِتنی نازک اور حساس ہے کہ یہاں تو جنید بغدادی اور بایزید بسطامی آئیں تو وہ بھی سانسوں کو روک لیتے ہیں، اِس بارگاہِ عالی مرتبت میں تو سانسوں کا شور بھی بے اَدبی تصور کیا جاتا ہے، جو ذات اِتنی بلند ہو کہ جہاں سانسوں کا شور بھی بے اَدبی کہلائے تو کیوں کر اُس کی توہین گوارہ کی جاسکتی ہے اور اَہلِ اِیمان کس طرح اُس کی توہین برداشت کر سکتے ہیں۔

چاروں اِماموں کا متفقہ فیصلہ ہے کہ جس نے حضور ﷺ کی توہین کی چاہے وہ مومن تھا یا کافر، وہ واجب القتل ہے اور اُس کی توبہ بھی قبول نہیں کی جائے گی، جن علماء نے توبہ کی قبولیت کا قول کیا ہے، وہ بھی یہی کہتے ہیں کہ اُس کو قتل ہی کیا جائے گا لیکن اگر وہ توبہ کرلے تو عنداللہ اُس کی توبہ کی قبولیت ہوسکتی ہے، اُمت اُس کی توبہ قبول نہیں کرے گی اور نہ اُمت کو یہ حق ہے، اُصول کی بات ہے کہ میرے مجرم کو آپ معاف کرنے کا حق نہیں رکھتے، میں آپ کے مجرم کو معاف کرنے کا حق نہیں رکھتا کیونکہ حقوق العباد کا معاملہ ہے اور حق صاحب حق ہی معاف کرسکتا ہے، اِسلئے اُمت کو کوئی حق نہیں کہ وہ رَسولُ اللہ ﷺ کے گستاخ کو معاف کرے، اُمت کو وہی کرنا چاہئے جو عامر چیمہ شہید نے کیا۔

آج حوالہ دیا جاتا ہے کہ حضور ﷺ نے اپنے دشمنوں کے پاؤں تلے چادریں بچھائیں تو یہ بات سو فیصد درست ہے، لہذا تُو اپنے دشمنوں کے پاؤں تلے چادریں بچھا کر یہ سنت ادا کیا کرتا کہ تیری جوان مردی کا پتہ چلے، اپنے دشمنوں کو معاف کرنا اور بات ہے اور محبوب کے دشمن کو معاف کرنا اور بات ہے، اگر حضور ﷺ اپنے دشمن کو معاف کریں تو حضور ﷺ کو اِختیار ہے، صاحبِ حق اپنا حق معاف کرسکتا ہے لیکن کیا تم اُس کہانی کو بھول چکے ہو، جب آقا کریم ﷺ کی ایک شخص نے گستاخی کی تو آقا کریم ﷺ نے

فرمایا:(مَنْ یَّکْفِنِیْ عَدُوِّیْ ) کون ہے جو میری طرف سے کفایت کرے میرے دشمن کو، حضرت خالد بن ولید ﷺ اُٹھے اور عرض کی، حضور یہ خدمت میں سرانجام دوں گا تھوڑی دیر بعد گستاخِ رسول ﷺ کا سر قلم کر دیا اور آقا کریم ﷺ نے اُن کیلئے دعا ارشاد فرمائی:

فتحِ مکہ کے دن رَسولِ اَکرم ﷺ نے عام معافی کا اِعلان کیا، جو حرم میں آئے اُسے معافی ہے، جو اپنے دروازے بند کر لے، ابوسفیان کے گھر آ جائے، ہتھیار ڈال دے، معذرت کر لے، معافی مانگ لے، اَمن چاہے، سب کو معافی ہے لیکن چند گستاخِ رسول ﷺ جو حضور ﷺ کی ہجو کیا کرتے تھے، اُن کے بارے حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر یہ کعبے کے اندر بھی گھس جائیں، کعبے کے غلاف سے بھی لپٹ جائیں، اِن کو معاف نہیں کرنا، اِن میں اِبنِ خطل بھی تھا جس نے دو لونڈیاں رکھی تھیں، وہ گا گا کر حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کیا کرتی تھی تو آقا کریم ﷺ کو بتایا گیا کہ حضور اِبنِ خطل کعبے کے پردے میں چھپا ہوا ہے تو آقا کریم ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ اُس کو نکال کر قتل کر دو، اُس کو کعبے کے غلاف سے نکال کر چاہِ زم زم اور مقامِ اِبراہیم کے درمیان قتل کیا گیا، اِس ناپاک کو حرم سے باہر لے جایا جاتا تا کہ اِس کا خون باہر گرتا لیکن اِس اُمت کو پیغام دینا مقصود تھا کہ گستاخِ رسول ﷺ کو چند سانسیں بھی زندہ رہنے کا حق نہیں ہے، چاہے وہ صحنِ حرم میں ہو، اُس کو وہاں ہی قتل کر دو، یہی فیصلہ اُمت کے سارے مفتیوں کا ہے ۔

حضرت خالد بن ولید ﷺ مالک بن نویرہ سے گفتگو کر رہے تھے، تو اُس نے حضور ﷺ کیلئے (صاحبکم) کا لفظ بطورِ تعریض بول دیا تو آپ نے اِس جملے کو برداشت نہ کیا اور اُس کا سر کاٹ کر تن سے جدا کر دیا تو کون ہوتا ہے میرے آقا کے لئے ایسا لفظ بولنے والا۔

حضرت عمر فاروق ﷺ نے ایک شخص کو سورۃ عبس وتولّٰی پڑھتے پایا، آپ نے پوچھا تمہیں قرآن کی کوئی اور سورت نہیں آتی، کہا آتی ہے، کہا، اِس کو کیوں پڑھتے ہو؟ کہا یہ سورت مجھے بڑی اَچھی لگتی ہے، اُس کے گمان کے مطابق اِس سورۃ میں اَللہ تعالیٰ نے نبی کو جھڑکا تھا، تو حضرت عمر فاروق ﷺ نے اُس کا سر قلم کر دیا۔

اور دنیا اِس واقعہ کو بھی جانتی ہے کہ جب حضور ﷺ کے فیصلے کو رد کر کے ایک نام نہاد مومن اپنا فیصلہ

حضرت عمر فاروق ؓ سے کروانے کیلئے آیا تھا، اُس کا خیال تھا کہ جب آپ سنیں گے کہ میرا مدمقابل یہودی ہے تو وہ اتنے پر ہی میرے حق میں فیصلہ فرمادیں گے، لیکن اُس یہودی نے کہا کہ حضور ﷺ اِس کا فیصلہ میرے حق میں کر چکے ہیں، حضرت عمر ؓ نے اُس نام نہاد مومن سے پوچھا کہ یہ سچ کہہ رہا ہے تو اُس نے کہا کہ ہاں درست کہہ رہا ہے، پھر آپ نے فرمایا کہ ٹھہرو، پس آپ اندر گئے، تلوار لے کر آئے اور اُس نام نہاد مومن کا سر قلم کر دیا یہ کہتے ہوئے کہ ﴿ هٰكَذَا اَقْضٰى عُمَرُ لِمَنْ لَمْ يَرْضٰى بِقَضَاءِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ﴾ "جو اَللہ اور اُس کے رسول ﷺ کے فیصلے پر راضی نہیں، عمر کی تلوار اُس کا فیصلہ ایسے ہی کرتی ہے" اور عمر کی تلوار جو گستاخانِ رسول کیلئے میان سے نکلی، وہ آج تک میان کے اندر نہیں گئی، آج تک نیام سے باہر ہے کیونکہ حضرت عمر ؓ کے جانشین زندہ ہیں۔

محبتوں کا یہ سلسلہ چلتا رہا اور کبھی بھی نبی کریم ﷺ کے کسی گستاخ کو کسی نے معاف نہیں کیا، حضرت اِبن عمر ؓ کے پاس لوگوں نے کہا کہ فلاں بندے نے حضور ﷺ کی گستاخی کی ہے تو اِس کے بارے کیا حکم ہے، آپ نے فرمایا کہ مجھے حکم پوچھتے ہو، اُس کو تم نے ابھی تک قتل کیوں نہیں کیا، تم نے تو فوراً اُس کو قتل کر دینا تھا۔

حضرت سیدنا صدیق اکبر ؓ کے دور میں ایک عورت نے حضور ﷺ کی گستاخی میں ایسا جملہ کہا تو اِس علاقے کے گورنر نے اُس کے دانت توڑ دیئے، کہا کہ تیری ہمت کیسے ہوئی کہ تو ایسا جملہ کہے، اِس سلسلے میں وقت کے حکمرانوں نے ہمیشہ غیرت کا ثبوت دیا ہے، یہ موقع پہلی بار آیا ہے کہ حکمرانوں نے اِس باب میں کمزوری دکھائی ہے، ہم سلطان صلاح الدین اَیوبی کو نہیں بھول سکتے، آج ایک ایک بچے کے سینے میں اُس کا نام نقش ہے، جب رجی نالڈ نے حاجیوں کے ایک قافلے کو روک کر اُن کا سامان لوٹ لیا اور دریدہ دہنی کرتے ہوئے کہا کہ بلاؤ اپنے نبی کو جو تمہاری جان چھڑوائے۔

یہ بات سلطان صلاح الدین تک پہنچی تو اُس نے کہا کہ میں اُس وقت تک چین سے نہیں بیٹھوں گا جب تک مصطفیٰ ﷺ کے گستاخ سے بدلہ نہ لے لوں، پھر سلطان نے بستر پر کروٹ نہیں لی، جب نیند ستاتی تو وہ خیمے کی چوب سے ٹیک لگا کر نیند پوری کر لیتا اور پھر وہ وقت آیا کہ جب انگلستان کے

شہزادے لائن میں کھڑے تھے، سلطان نے شاہ گامے کو اپنی کرسی پیش کی، نائٹس کو اپنے آب خورے میں پانی دیا مگر جب ریجی نالڈ کی باری آئی تو سلطان کی رگیں پھول گئیں، وہ تلوار لہراتا ہوا آگے بڑھا اور اُس کے یہ کہتے ہوئے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے کہ اے کتے! تو نے کہا تھا کہ بلاؤ اپنے نبی محمد ﷺ کو، آج محمد عربی ﷺ نے اپنے نوکر کو بھیج دیا ہے۔

حضور ﷺ کے نام پر اپنی جانوں کے نذرانے پیش کرنے والوں کی داستانوں سے دنیا روشن ہے، غازی علم الدین شہید کو کون بھول سکتا ہے اور عامر چیمہ شہید کو کون بھول سکتا ہے، اِنہوں نے ایسا کام کر دکھایا کہ قوم کا سر فخر سے بلند ہو گیا۔

ہم نے ہر دور میں تقدیسِ رِسالت کے لیے
وقت کی تیز ہواؤں سے بغاوت کی ہے
توڑ کر سلسلۂ رَسمِ سیاست کا فسوں
فقط اِک نامِ محمد ﷺ سے محبت کی ہے

ہمیں کسی سیاست سے غرض نہیں، نہ سیاست کی دُکان داری چمکانے کیلئے ہم اِجتماعات کرتے ہیں ہماری منشاء، ہمارا منشور اُن شہیدوں کی روح کو خراج پیش کرنا ہے جنہوں نے اُمت کا سر فخر سے بلند کر دیا اور مکینِ گنبد خضری کو بھی خوش کر دیا۔

آئیں! مصطفیٰ ﷺ کے نام پر بک جائیں، دنیا کے لوگوں کو بتا دیں کہ فقط ایک عامر ہی نہیں، دنیا کا ایک ایک بچہ عامر ہے، مصطفیٰ کریم ﷺ کے نام کیلئے ہم اپنا تن من دن سب کچھ قربان کرنے کیلئے تیار ہیں، ہماری زندگی کا ایک ایک لمحہ حضور ﷺ کے نام کیلئے وقف ہے، آج عامر شہید کا پیغام وصول کر لیں اُس نے اپنی جان وار کر عالمِ کفر کو یہ پیغام دیا کہ وہ یہ مت سمجھیں کہ ہمارے منہ میں لگام دینے والا کوئی نہیں، ہم جو چاہیں کرتے پھریں، ہمیں کوئی پوچھنے والا نہیں، دنیا کے وسائل پر ہمارا قبضہ ہے اور مسلمان حکمران ہمارے محکوم ہیں، وہ سن لیں کہ عشاق پر کسی کی حکومت نہیں ہوتی، اِن کے دلوں پہ محمد عربی ﷺ کی حکومت ہوتی ہے اور یہ اپنے نبی کے خلاف ایک جملہ بھی سننا گوارہ نہیں کرتے، پہلا پتھر پھینکا

جاچکا ہے، عامر شہید نے خشتِ اَول ڈال دی ہے اور اب یہ پتھر گرتے رہیں گے، گستاخانِ رسول ﷺ واصلِ جہنم ہوتے رہیں گے اور اُمتِ مسلمہ کے نام اِس نے پیغام دیا ہے کہ میں نے دیارِ غیر میں بیٹھ کر کفر کے اِیوانوں میں زلزلہ برپا کر دیا، آؤ تم بھی نبی ﷺ کے نام پر جانیں وار دو، ایک ایک بچہ اِس اُمت کا غازی عامر شہید بنے۔

حضرت امام مالک فرماتے ہیں کہ جس دور میں ایک بھی عاشق رسول موجود ہو، گستاخانِ رسول کو زندہ رہنے کا حق نہیں، فرمایا دو ہی چیزیں ہیں: یا تو رَسولُ اللہ ﷺ کے گستاخ زندہ رہیں یا رَسولُ اللہ ﷺ کے غلام زندہ رہیں گے، دونوں ایک ساتھ زندہ نہیں رہ سکتے، یہ ہو ہی نہیں سکتا، تو حضور ﷺ کے غلاموں کی زندگی اِسی میں ہے کہ حضور ﷺ کے دشمنوں کو واصلِ جہنم کر دیا جائے، آج یہ کہا جاتا ہے کہ عامر چیمہ نے خودکشی تھی لیکن کیا خوب لکھا ڈاکٹر اجمل نیازی نے، اُس نے جنازے کے منظر پر گفتگو کرتے ہوئے ایک جملہ لکھا کہ خودکشی تو وہ کرتا ہے جو خودکش حملہ نہ کر سکے، خودکشی اُس نے کیوں کرنی تھی؟

مولانا عبدالستار خان نیازی کو جب تحریکِ ختم نبوت کے دوران پھانسی کا حکم دے کر کال کوٹھری میں ڈال دیا گیا تو اُن کا اِزار بند نکال دیا گیا کہ کہیں وہ خودکشی نہ کر لیں تو حضرت مولانا عبدالستار خان نیازی نے کہا: میں نے خودکشی کیوں کرنی تھی؟ میں ایسی موت کو ہزار بار چومتا ہوں اور غازی علم الدین نے بھی پھندے کو چوم کر گلے لگایا، اِس راستے کے مسافر خودکشی نہیں کیا کرتے، جس کیلئے مصطفیٰ جان رحمت ﷺ نے اِستقبال کے بازو کھول رکھے ہوں، وہ خودکشی تو نہیں کرے گا، وہ تو مصطفیٰ ﷺ کے نام پر جان کو قربان کر کے بھی کہے گا۔

کروں تیرے نام پہ جان فدا نہ بس ایک جان دو جہاں فدا
دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

کاش کہ ایک ایک بال کے اَندر جان ہوتی اور مصطفیٰ ﷺ کے نام پر قربان کر دیتے تو بھی حق ادا نہ ہوتا، ڈنمارک اور جرمنی کے علاوہ کئی ممالک ہیں جو حضور ﷺ کی اِہانت کے رستے پر چل پڑے ہیں، یہ مسلمانوں کی سخت کمزوری ہے، یہ ہمارا اِمتحان ہے، یہ ہماری آزمائش ہے، حضور ﷺ کی عظمتوں کو کون کم

کرسکتا ہے، چاند کی طرف منہ کر کے تھوکنے سے چاند کی نوری کرنوں کو میلا تو نہیں کیا جاسکتا، وہ حرا کا نور وہ آمنہ کا راج دُلارا، وہ عرب کا چاند جس کے قدموں کی چاپ فرازِ عرش پر گونجتی رہی، اُس کی عظمتوں کو کون کم کرسکتا ہے، مغرب کے یہ غنڈے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات پڑھ لیتے، اپنے مذہب کی کتابیں پڑھ لیتے تو اِن کو یہ ہمت کبھی نہ ہوتی کہ آقا ﷺ کی توہین کریں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کو درس دے رہے تھے، لوگوں میں جارہا ہوں اور میرے بعد وہی آئے گا جس کا نام اَحمد ہوگا تو ایک حواری اُٹھا اور اُس نے کہا کہ حضرت جس کے قصیدے آپ کے لبوں پر ہیں تو کیا وہ آپ سے افضل ہے؟ تو سنئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جواب..... آپ کے کلیجے میں ٹھنڈ پڑ جائے گی، کتنے اُونچے ہیں میرے اور آپ کے آقا ﷺ، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ کیا تم یہ پوچھتے ہو کہ وہ مجھ سے اَفضل ہوگا، وہ تو اِتنی عظمتوں کا مالک ہے کہ اگر اُس کے نعلین کے تسمے کھولنے کی سعادت مریم کے بیٹے کو مل جائے تو یہ بھی مقدر کی بات ہے، وہ اِتنا اُونچا ہے، وہ اِتنا اُونچا ہے:

ورفعنا لک ذکرک کا ہے سایہ تجھ پر

اس کی رفعتوں کا عالم یہ ہے کہ عرش اُس کے پائے ناز کو چوم کے ناز کرتا ہے تو اُس نبی ﷺ کی عظمت کو کون کم کرسکتا ہے، یہ اِمتحان ہمارا ہے اور ہم دنیا کی اِمتحان گاہ میں کھڑے ہیں، پہلا پتھر ڈال دیا گیا اور اُمت کا سر فخر سے بلند ہوا، شاتمانِ رَسول کی نیندیں حرام ہوگئیں ہیں، غازی علم الدین کی تاریخ دُہرادی گئی، ظلم اور تشدد کے ساتھ غازی عامر کو شہید کیا گیا، غازی عامر شہید نے حق اَدا کردیا، واہ! غازی عامر تیری عظمت کو سلام! غازی کے ساتھ ریاستی جبر کیا گیا، ہم اُس کی مذمت کرتے ہیں اور حکومتِ وقت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ جرمنی سے تفصیلات مانگے اور اُن کے سفیر کو ملک بدر کیا جائے کیونکہ اُنہوں نے ماورائے قتل کر کے مسلمانوں کے دل کو تکلیف دی ہے، یہ صرف پاکستان کے ہیرو نہیں بلکہ ۵۶ اِسلامی ملکوں میں بسنے والے مسلمانوں کے دلوں میں دھڑکنے والا غازی عامر شہید ہے، اِس کے خون کو رائیگاں نہ سمجھا جائے اور اِس کے خون سے ایک اِنقلاب آئے گا، اِس کا خون ایک انقلاب کا پیش خیمہ ثابت ہوگا۔

ہٹلر کے بیٹوں نے جس بے دردی سے یہ اِقدام کیا، اُن کا خیال ہے کہ ہمیں کوئی پوچھنے والا نہیں لیکن ایک وقت آئے گا کہ یہ ہاتھ اُن کے گریبان تک پہنچیں گے اور غازی عامر کا بھی بدلہ لیا جائے گا اور مصطفیٰ ﷺ کے گستاخوں کو بھی واصلِ نار کیا جائے گا، اَللہ تعالیٰ ہمارے جذباتِ محبت اور ولولوں کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ (اٰمین بجاہ النبی الامین! ﷺ)

# گستاخ رسول واجب القتل ہے

مفتی محمد صدیق ہزاروی شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ

﴿ عن عکرمة قال حدثنا ابن عباس ان اعمی کانت له ام ولد تشتم النبی وتقع فیه فینهاها فلا تنتهی ویزجر ها فلا تنزجر ،قال فلما کانت ذات لیلة جعلت تقع فی النبی وتشمه فاخذ المغول فوضعه فی بطنها واتکاء علیها فقتلها فوقع بین رجلیها طفل فلطخت ماهناک بالام فلما اصبح ذکر للنبی فجمع الناس فقال انشد اللّٰه رجلا فعل مافعلنی علیه حق الا قام فقام الاعمی یتخطی الناس وهو یتزلزل حتی قعد بین یدی النبی فقال یارسول اللّٰه ! انا صاحبها کانت تشتمک وتقع فیک فانها ها فلا تنتهی وازجرها فلاتنزجر ولی منها ابنان مثل اللؤلؤ تین وکانت بی رفیقه فلما کان البارحة جعلت تشتمک وتقع فیک فاخذت المغول فوضعته فی بطنها واتکات علیها حتی قتلتها فقال النبی الا اشهدوا ان دمها هدر ﴾

[سنن ابی داؤد ،کتاب الحدود ، باب الحکم فی من سب النبی : ۲/۲۵۱]

''حضرت عکرمہ سے مروی ہے،فرماتے ہیں کہ ہم سے حضرت ابن عباس نے بیان فرمایا کہ ایک نابینا (صحابی) کی ام ولد (لونڈی) تھی جو رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دیتی تھی اور آپ کی گستاخی کرتی تھی ،انہوں نے اسے روکا لیکن وہ باز نہ آئی ،انہوں نے اسے جھڑکا ،وہ پھر باز نہ آئی ،حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ ایک رات وہ رسول اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے لگی اور آپ کو گالیاں دینے لگی تو اس نابینا صحابی نے برچھی پکڑی اور اس کے پیٹ پر رکھ کر اس پر چڑھ گئے اور یوں اس کو قتل کر دیا،اس عورت کے قدموں میں بچہ گر گیا اور وہاں ہر چیز خون میں لت پت ہوئی ،صبح ہوئی تو یہ واقعہ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا گیا،آپ نے لوگوں کو جمع فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ میں اس شخص کو اللہ کی قسم دیتا ہوں جس نے یہ کام کیا ہے،میرا اس پر حق ہے کہ وہ کھڑا ہو، چنانچہ وہ نابینا صحابی کھڑے ہوئے اور لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے اور کانپتے کانپتے رسول اکرم ﷺ کے سامنے جا بیٹھے اور عرض کیا، یارسول اللہ! یہ کام میں نے کیا ہے، وہ عورت آپ کی توہین کرتی اور

آپ کو گالیاں دیتی تھی ، میں اس کو روکتا لیکن وہ نہ رکتی ، میں اس کو جھڑکتا ، وہ پھر بھی باز نہ آتی اور اس سے میرے دو موتیوں جیسی ( خوبصورت ) بیٹے ہیں اور وہ میرے ساتھ بہت موافق اور رفیق تھی ، گذشتہ رات وہ آپ ﷺ کو گالیاں دینے اور آپ ﷺ کی گستاخی کرنے لگی تو میں نے برچھی لے کر اس کے پیٹ پر رکھی اور اس کے اوپر چڑھ گیا حتی کہ میں نے اس کو قتل کر دیا ، رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ سنو! اور گواہ ہو جاؤ کہ اس عورت کا خون مباح ہے۔''

## مشکل الفاظ کی وضاحت

حدیث شریف میں لفظ ( ام ولد ) استعمال ہوا ، ام ولد وہ لونڈی ہوتی تھی جس کے بطن سے اس کے مالک کی اولاد پیدا ہو ، ام ولد اپنے مالک کے مرنے کے بعد خود بخود آزاد ہو جاتی تھی ، (شتم) گالی گلوچ کو کہتے ہیں اور (تقع فیه ) کا معنی آپ کی ذات کو موضوع سخن بنا کر بے ہودہ اور گستاخانہ کلمات کہتی تھی ، ( زجر ) جھڑکنے کو کہتے ہیں جس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ وہ شخص جس کو جھڑکا گیا ہے ، وہ اپنی حرکت سے باز آئے جس پر اس کو جھڑکا گیا ، اسلئے ''یزجرھا '' کا معنی یہ ہے کہ وہ صحابی اس کو جھڑکتے تھے اور '' لاتزنجر ''کا معنی یہ ہے کہ وہ اس جھڑک کو قبول نہیں کرتی تھی کیونکہ (زجر )کا نتیجہ ( انزجار )یعنی رک جانا ہے جس طرح کہتے ہیں ''قطع فانقطع'' اس نے کاٹا ، پس وہ چیز کٹ گئی یعنی اس چیز نے کاٹنے والے کے عمل کو قبول کیا لیکن اس واقعہ میں اس لونڈی نے زجر سے فائدہ حاصل کر کے توبہ نہ کی۔

## اَخذ شدہ مسائل

یہ حدیث کئی مسائل پر مشتمل ہے جب کہ اس کا مرکزی موضوع یہ ہے کہ گستاخ رسول ﷺ واجب القتل ہے ، اس کا خون قیمتی نہیں کہ اس کا قصاص لیا جائے بلکہ اس کا خون بہانا اور اسے قتل کرنا جائز ہے اور اس کے قاتل کو کوئی سزا نہیں دی جائے گی بلکہ وہ شخص غیرت ایمانی اور محبت رسول سے سرشار ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے ہاں عزت و شرف اور عظمت کی لازوال دولت سے مالا مال ہوتا ہے ، رسول اکرم کا محبوب اور ملت اسلامیہ کی آنکھوں کا تارا بن جاتا ہے۔

حدیث شریف میں اس نابینا صحابی کے تین عمل بالترتیب ذکر کئے گئے ، پہلے مرحلے میں انہوں نے روکا اور سمجھایا ، دوسرے مرحلے میں ڈانٹ ڈپٹ کی کہ محض سمجھانا کارگر ثابت نہ ہوا تو خیال آیا کہ شاید ڈانٹ ڈپٹ

کی وجہ سے وہ اپنی حرکت سے باز آجائے اور جب یہ دوسرا طریقہ بھی مؤثر نہ ہوا تو آخری صورت اختیار کی گئی اور وہ کا قتل تھا کیونکہ وہ گستاخ رسول ﷺ تھی۔

اس سے پتہ چلا کہ راہ مستقیم سے بھٹکنے والے کو پہلے حکمت عملی اور دانائی کے ساتھ سمجھانا چاہیئے ،مان جائے تو بہتر ورنہ ذرا سختی اختیار کرنی چاہئے اور اگر اس سے بھی کام نہ چلے تو قتل کے سوا کوئی چارہ کار نہیں ، کیونکہ گستاخ رسول ﷺ کو اس پاک زمین پر رہنے کا کوئی حق نہیں لیکن یہ بات یاد رہے کہ قتل کی سزا ہر مجرم کیلئے نہیں بلکہ مرتد اور گستاخ کیلئے یہ سزا ہے، البتہ شادی شدہ زانی اور قصداً قتل کرنے والے کو بھی قتل کیا جاتا ہے، زانی کو سنگسار کرنے کا حکم ہے جبکہ قاتل کو مقتول کے ورثاء معاف نہ کریں تو حکومت وقت قتل کرے گی ، کسی دوسرے شخص کو قانون ہاتھ میں لینے کا اختیار نہیں چاہے وہ زنا کی سزا رجم ہو یا قتل کا قصاص۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی نے گستاخان رسول ﷺ کو بار بار خطوط لکھ کر ان کی کفریہ عبارات پر متنبہ کیا اور اتمام حجت کے تمام شرعی اصولوں کو اختیار فرمایا تاکہ یہ لوگ توبہ کر کے عذاب جہنم سے بچ جائیں ، اس کے بعد فرمایا کہ ''یہ اخیر دعوت ہے، اس پر بھی آپ سامنے نہ آئے تو الحمدللہ! میں فرض ہدایت ادا کر چکا، آئندہ کسی غوغے پر التفات نہ ہوگا، منوا دینا میرا کام نہیں، اللہ عزوجل کی قدرت میں ہے۔ (انوار رضا:۱۵)

یعنی جس طرح اس نابینا صحابی نے پہلے سمجھانے اور جرم پر متنبہ کرنے کی کوشش کی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی راہ اختیار کی اور بالآخر اپنا شرعی فرض ادا کیا اور عرب وعجم کے علماء سے شرعی فیصلہ حاصل کیا اور کفریہ عبارات پر فتوی صادر فرمایا۔۔

اس سے یہ بات واضح ہوئی کہ اصلاح کی گنجائش باقی رہنی چاہئے اور گم گشتگان راہ کو حتی الامکان سمجھانے کی کوشش کی جائے۔

اس حدیث سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ گستاخ رسول ﷺ کتنا ہی قریبی اور محبوب کیوں نہ ہو، رسول اکرم ﷺ کی عزت وحرمت کے مقابلے میں تمام محبتیں ہیچ ہیں، کیونکہ وہ لونڈی اس صحابی کے حق میں اچھے سلوک کی مالک تھی، ان کے درمیان کوئی جھگڑا اور اختلاف نہیں بلکہ جس طرح انہوں نے فرمایا '' وکانت بی رفیقة '' لفظ رفیقہ یا رفیق کا مادۂ اشتقاق رفق ہے جس کا معنی نرمی ہے، اسی طرح وہ لونڈی ان نابینا صحابی کے دو خوبصورت بچوں کی ماں بھی تھی گویا ان کیلئے اس کے قتل کی کوئی دوسری وجہ نہ تھی لیکن اس کے قتل کی سب سے بڑی وجہ رسول اکرم ﷺ کی گستاخی تھی اور رسول اکرم ﷺ سے محبت، آپ کی تعظیم اور احترام ایمان کی بنیاد ہے،

اسلئے انہوں نے اس کے ساتھ اپنے اچھے تعلقات اور خوبصورت بچوں کی ماں ہونے کو بھی نظر انداز کر کے غیرت ایمانی اور اپنے کامل مومن ہونے کا ثبوت دیا، اس سلسلے میں حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ارشاد گرامی ایمان وایقان کے دریچے وا کرتا ہے، آپ فرماتے ہیں:

''جس سے اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ کی شان میں ادنیٰ توہین پاؤ، پھر وہ تمہارا کیسا ہی پیارا کیوں نہ ہو، فوراً اس سے جدا ہو جاؤ، جس کو بارگاہ رسالت ﷺ میں ذرا بھی گستاخ دیکھو، وہ کیسا ہی بزرگ ومعظم کیوں نہ ہو، اپنے اندر سے دودھ سے مکھی کی طرح نکال پھینکو۔ (وصایا شریف)

صحابہ کرام کے نقش قدم پر چل کر بحر محبت رسول ﷺ میں گم ہو جانے اور گستاخان رسول ﷺ سے نفرت کرنے اور کسی رشتہ داری کو خاطر میں نہ لانے کی یہ دولت امام اہلسنت اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو خالق کائنات کی طرف سے ودیعت ہوئی تھی اور آپ تحفظ ناموس رسالت ﷺ کے قافلہ سالار تھے۔

رسول اکرم ﷺ کی گستاخی کی مختلف صورتیں اور ان کے احکام، صحابہ کرام کو سب وشتم کرنے اور قرآن مجید یا اسلام کی توہین کے حوالے سے جناب قاضی عیاض مالکی اندلسی علیہ الرحمۃ نے اپنی معروف زمانہ تصنیف ''الشفا'' میں تفصیلی بحث کی ہے جس کا مطالعہ بے حد ضروری ہے، البتہ ایک بات واضح ہے کہ گستاخ رسول ﷺ کو قتل کیا جائے، آپ فرماتے ہیں:

اللہ عزوجل نے اپنی کتاب (قرآن مجید) میں حضور ﷺ کو اذیت وتکلیف دینا حرام قرار دیا ہے اور امت کا اس پر اجماع ہے کہ مسلمانوں میں سے کوئی شخص بھی حضور ﷺ کی تنقیص شان کرے یا آپ پر سب وشتم کرے تو اسے قتل کر دیا جائے، اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ ان الذین یوذون اللّٰہ ورسولہ لعنھم اللّٰہ فی الدنیا والاخرۃ واعد لھم عذابا مھینا ﴾

[ الاحزاب : ٥٧ ]

''بے شک وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو اذیت پہنچاتے ہیں، دنیا اور آخرت میں ان پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے ذلت والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔''

[ الشفاء: ٢/ ٢٨٥ ]

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

# شہید محبت

صاحبزادہ خورشید احمد گیلانی

علامہ اقبال کا مصرعہ ہے:

طے شود جادۂ صد سالہ بآہے گاہے

یعنی بعض اَوقات ایک آہ کے فاصلے پر منزل ہوتی ہے یا لمحے بھر میں سو سال کا سفر طے ہو جاتا ہے، یہ مصرع زبان پر آتے ہی ذہن بے اِختیار شہیدِ ناموسِ رسول غازی علم الدین شہید کی طرف منتقل ہو جاتا ہے، اِس نے صدیوں کا سفر اِس تیزی اور کامیابی سے طے کیا کہ اَربابِ زُہد وتقوی اور اَصحابِ منبر ومحراب بس دیکھتے ہی رہ گئے، اِس نے ایک قدم اَنارکلی ہسپتال روڈ پر اُٹھایا اور دوسرے قدم پر جنت الفردوس میں پہنچ گیا۔

یہ نصیب اَللہ اَکبر لوٹنے کی جائے ہے

اِسی جنت کی تلاش میں زاہدوں اور عابدوں کے نجانے کتنے قافلے سرگرداں رہے، کیسے کیسے لوگ غاروں کے ہو کر رہ گئے، کئی پیشانیاں رگڑتے اور سر پٹختے رہے، ہزاروں سر بگریباں، چلہ کش اِسی آرزو میں دنیا سے اُٹھ گئے، لاکھوں طواف وسجود میں غرق رہے، بے شمار صوفی وملا وقفِ دُعا رہے، اَن گنت پرہیز گار خیالِ جنت میں سرشار رہے، خدا اِن سب کی محنت ضرور قبول فرمائے گا، لیکن غازی علم الدین شہید کا مقسوم دیکھئے، نہ چلہ کیا، نہ مجاہدہ، نہ حج کیا، نہ عمرہ کیا، نہ دیر میں قسقہ کھینچا، نہ حرم کا مجاور بنا، نہ مکتب میں داخلہ لیا، نہ خانقاہ کا راستہ دیکھا، نہ کنز قدوری کھول کر دیکھی، نہ زاری وکشاف کا مطالعہ کیا، نہ حزب البحر کا وِرد کیا، نہ اِسمِ اَعظم کا وظیفہ پڑھا، نہ علم وحکمت کے خم وپیچ میں اُلجھا، نہ کسی حلقۂ تربیت میں بیٹھا، نہ کلام ومعانی سے واسطہ رہا، نہ فلسفہ ومنطق سے آشنا ہوا، نہ مسجد کے لوٹے بھرے، نہ تبلیغی گشت کیا، نہ کبھی شیخی بکھاری، نہ کبھی شوخی دکھائی، اُسے پاکبازی کا خبط نہیں، محبوبِ حجازی سے ربط تھا، وہ تسبیح بدست نہیں، مست مئے الست تھا، وہ فقیہ مسند آرا نہیں، فقیر سر راہ تھا۔

یہی وجہ ہے کہ اُس نے مصلحت کیشی سے نہیں، جذبۂ درویشی سے کام لیا، چنین وچناں کے دائروں سے نکل کر کون ومکاں کی وسعتوں میں جا پہنچا، وہم وگمان کی خاک جھاڑ کر اِیمان وعشق کے نور میں ڈھل گیا، نجانے ہاتفِ غیب نے چپکے سے اُس کے کان میں کیا بات کہی کہ پل بھر میں دِل کی کائنات بدل گئی۔

پروانے کا حال اُس محفل میں ہے قابلِ رَشک اے اہلِ نظر
اِک شب میں ہی یہ پیدا بھی ہوا ، عاشق بھی ہوا اور مر بھی گیا

خدا معلوم کتنی ریاضت سے آغوش بسطام نے بایزید کی پرورش کی، خاکِ بغداد نے جنید کو جنم دیا، شہر قونیہ نے مولانا روم کو بنایا، دہلی نے شاہ ولی اللہ کو پیدا کیا اور اِدھر علم الدین شہید بڑھئی کی دکان سے اُٹھا اور ایک ہی جست میں زمان و مکان طے کر ڈالے۔

علامہ اِقبال کو جب غازی علم الدین کے بارے بتایا گیا کہ ایک اکیس سالہ اَن پڑھ اور مزدور پیشہ نوجوان نے گستاخِ رسول راجپال کو بڑی جرأت اور پھرتی سے قتل بلکہ واصلِ جہنم کر دیا ہے تو حضرت علامہ اقبال نے گل گیر لہجے میں فرمایا:

''اَسی گلاں ای کردے رہ گئے تے ترکھاناں دا منڈا بازی لے گیا۔''

حضرت علامہ اقبال نے غالباً اِسی موقع کیلئے کہا تھا:

عشق کی اِک جست نے طے کر دیا قصہ تمام
اِس زمین و آسمان کو بے کراں سمجھا تھا تو نے

جس زمانے میں یہ رُسوائے زمانہ کتاب لکھی اور چھاپی گئی، شہر لاہور میں ظاہر ہے، حق ہو کے زلزلے ہوں گے، علم و فضل کے چرچے ہوں گے، تقریر و تحریر کے ہمہمے ہوں گے، وعظ و نصیحت کے غلغلے ہوں گے، ادیبوں اور خطیبوں کے طنطنے ہوں گے، لیکن شاتمِ رسول کو اَسفل السافلین میں پہنچانے کی سعادت کسی صوفی باصفا، کسی اِمامِ اَدب و اِنشاء، کسی خطیبِ شعلہ نوا اور کسی سیاسی رہنما کے حصے میں نہیں آئی بلکہ ایسے مزدور کو ملی جو ممتاز دانشور نہیں، معمولی کاریگر تھا، جس کی پیشانی پر علم و فضل کے آثار نہیں، ہاتھوں میں لوہے کے اَوزار تھے، خدا معلوم وہ نمازی تھا یا نہیں، لیکن صحیح معنوں میں غازی نکلا، وہ کلاہ دستار کا آدمی نہیں تھا مگر بڑے کردار کا حامل بن گیا۔

غازی علم الدین شہید کو دیکھ کر کم اَز کم یہ یقین ضرور ہو جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ کسی کی عبادت کے طول و عرض پر نہیں جاتا بلکہ کسی کے جذبۂ بے غرضی کو شرفِ قبولیت بخشتا ہے، اُس کے ہاں شب زندہ داری سے زیادہ دل کی بے قراری کام دیتی ہے، وہ کسی کے ماتھے کا محراب نہیں دیکھتا، نہاں خانۂ قلب کا اِضطراب نہیں دیکھتا، اُسے نیکیوں کے سفینے نہیں، گوشۂ چشم پر آنسوؤں کے نگینے درکار ہوتے ہیں، اُسے کسی کی خوش بیانی متاثر نہیں کرتی، کسی کی بے زبانی پہ پیار آ جاتا ہے، اُسے بوعلی کی حکمت کے مقابلے میں کسی بڑھئی کی غربت پسند آ جاتی ہے، گر یہ بات نہ ہوتی تو غازی علم الدین کبھی مقامِ شہادت سے سرفراز نہ ہوتا۔

کسی غزوے کے دوران ایک شخص حضور ﷺ کے دستِ مبارک پر مسلمان ہوتا ہے اور ساتھ ہی جہاد کی اِجازت مانگتا ہے، چند لمحے قبل وہ سپاہِ کفر میں شامل تھا، دو ساعتوں کے بعد وہ مجاہدینِ اِسلام کا ساتھی بن جاتا ہے، دولتِ اِسلام سے بہرہ مند اور جذبۂ جہاد سے سرشار ہو کر میدان میں اُترتا ہے اور تھوڑی دیر بعد جامِ شہادت نوش کر جاتا ہے، جنگ کے خاتمے پر حضور ﷺ شہداء کی لاشوں کا معائنہ فرما رہے تھے، جب ثابت بن اصیرم کی لاش پر پہنچے تو آپ نے صحابہ کرام سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اِس شخص کو دیکھو جس نے اِسلام قبول کیا مگر نہ نماز پڑھی، نہ اِس نے روزہ رکھا، نہ اِسے حج کرنے کا موقع ملا مگر یہ سیدھا جنت میں پہنچ گیا۔

یہی حال غازی علم الدین شہید کا ہے، نہ اِس نے فن تجوید و قرآت سیکھا، نہ عربی فارسی پڑھی، نہ رومی کی مثنوی دیکھی، نہ زمخشری کی کشاف پڑھی، نہ دین کے اَسرار و رموز سمجھے مگر ایک راز اُس پر ایسا کھلا کہ مقدر کے بند کواڑ کھل گئے، قسمت کا دریچہ کھلا کہ جنت کے دروازے کھل گئے، یہ عقل خود بیں کا کرشمہ نہیں، عشقِ خدا کا معجزہ تھا، کل تک دکان پر ٹھک ٹھک کرنے والا علم الدین آج کروڑوں مسلمانوں کے سینے میں دل بن کر دھک دھک کر رہا ہے۔

غریب باپ کو کیا علم تھا کہ اُس کی گود میں شہرِ محبت کا اَمیر پل رہا ہے، کچے گھروندے کو کیا خبر تھی کہ اُس کے اِحاطے میں پکے عقیدے کا بچہ چل پھر رہا ہے، سنسان حویلی کو کیا پتہ تھا کہ ایمان کی دولت اُس کے دامن میں بھری ہوئی ہے، محلّہ چابک سوار کا علم الدین میدانِ عشق کا شہسوار نکلا:

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا

غازی علم الدین شہید 1908ء میں پیدا ہوئے اور 31 اکتوبر 1929ء کو تعزیرِ جرمِ عشق میں پھانسی پا کر ہمیشہ کیلئے گستاخانِ رسول ﷺ کے گلے کی پھانسی بن گئے۔

21 برس کی عمر میں صدیوں کا سفر اِس خوبی سے طے کیا کہ اِس کی گردِ سفر کا ایک ایک ذرہ کاروانِ شوق کیلئے نشانِ منزل بن کر رہ گیا ہے، نجانے عشاق کے اور کتنے قافلے اِس راہ سے گزریں گے لیکن اُن پر لازم ہوگا کہ وہ علم الدین شہید کے نقشِ کفِ پا کو چوم کر اپنی منزل کی بو سونگھیں۔

لوگ زندہ جاوید ہونے کی آرزو میں مر مر کر جیتے اور جی جی کر مرتے ہیں، اُنہیں جینے کا فن تو آجاتا ہے، مرنے کا ڈھنگ نہیں جانتے، وہ غازی علم الدین کی روح سے پوچھیں کہ مر کر اَمر ہو جانے کا کیا راز ہے؟ فنا کی

گھاٹ اُتر کر لافانی بننے کا کیا طریقہ ہے؟ گمنام ہو کر شہرتِ دوام پانے کا کیا نسخہ ہے؟ کسی کے نام پر مٹ کر اَنمٹ ہونے کی کیا رمز ہے؟ جامِ شہادت کے ذریعے آبِ حیات پینے کا کیا گر ہے؟

غازی کو میانوالی جیل میں پھانسی دی گئی اور وہیں دفن بھی کر دیا گیا، انگریز کا خیال تھا کہ اگر لاش برسرِ عام لاہور لائی گئی تو ضبط کے سب بندھن ٹوٹ جائیں گے، مگر مسلمانوں کا اِحتجاج پورے برصغیر میں شدید سے شدید تر ہو گیا، حکیم الامت علامہ اِقبال، سر محمد شفیع، میاں عبدالعزیز اور مولانا غلام محی الدین قصوری گورنر سے ملے اور غازی کی لاش مسلمانوں کے حوالے کرنے کا مطالبہ کیا، بالآخر 14 نومبر کو لاش لاہور پہنچی، جنازہ چوبرجی جنازہ گاہ میں پہنچا، وہاں جنازہ کیا پہنچا، پورا لاہور پہنچ گیا، اِس اِعزاز و تکریم کو شہنشاہ ہند ظہیر الدین بابر، مغل اَعظم، شاہجہاں، غیاث الدین بلبن اور دوسرے سلاطین جہاں آج تک ترستے ہوں گے، جو اِکرام و اِعزاز ''ترکھاناں دے منڈے'' کو نصیب ہوا۔

عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے

غازی آج قبرستان میانی صاحب میں آسودہ خاک ہے، اِس خاک کا ہر ذرہ سرمۂ چشمِ عشاق ہے، لوگ بقائے دَوام پانے کیلئے خضر کی تلاش میں ہیں جو اِنہیں چشمۂ حیات تک پہنچا سکے، وہ سمجھتے ہیں کہ آبِ حیات کے دو گھونٹ اُنہیں حیاتِ جاودانی بخش دیں گے لیکن اُنہیں معلوم نہیں کہ حضور ﷺ کے تلوؤں کا دھوون ہی آبِ حیات ہے، اِس کا ایک قطرہ حیاتِ اَبد عطا کر دیتا ہے، علم الدین اپنے دم خم سے نہیں، اِنہی کی خاکِ قدم بن کر زندہ و پائندہ ہے۔

ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما

# اُمتِ مسلمہ کی زبوں حالی

محمد فہیم قادری

نماز اچھی، روزہ اچھا ، زکوۃ اچھی ، حج اچھا
مگر میں باوجود اِس کے مسلمان ہو نہیں سکتا
نہ جب تک کٹ مروں خواجۂ بطحاء کی عزت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایمان ہو نہیں سکتا

محترم قارئین! آج مسلم پوری دنیا میں مغلوب ہو چکا ہے، مسلم کے دل میں دُنیا کی محبت اِس طرح رَچ بس گئی ہے کہ یہ آخرت کو یکسر بھول چکا ہے، یہ اَللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی عظمت ومحبت سے بے نیاز ہے، اِس کے دل ودماغ پر موت کا خوف اِس قدر غالب ہے کہ اِسلام کی سربلندی اور تحفظِ ناموسِ رِسالت کی خاطر جذبۂ جہاد سے عاری ہے، دُشمنانِ اِسلام کے خلاف آواز تک بلند کرنے سے ڈرتا ہے بلکہ نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ مسلمان جن سے پٹتے ہیں، اُنہیں سے فریاد کرنے پر مجبور ہیں، جو ظلم وستم ڈھاتے ہیں، آج اُن ہی سے اِمداد کے طالب ہیں، جو اِنہیں مٹانے اور نیست ونابود کرنے کے درپے ہیں، یہ اُن ہی سے پناہ کی بھیک مانگ رہے ہیں حالانکہ دنیا میں مسلمانوں کی تعداد جس قدر آج ہے پہلے کبھی نہ تھی، اَعداد وشمار کے لحاظ سے مسلمان تقریباً ایک ارب ۴۰ کروڑ سے زائد ہیں، مال ودولت کے لحاظ سے مسلمان آج جس قدر مالدار ہیں، اِتنے پہلے کبھی نہیں تھے، دنیا بھر میں مسلمانوں کی تقریباً ۵۶ سے زیادہ حکومتیں اور مملکتیں موجود ہیں، تیل، پٹرول، گیس اور دیگر معدنیات کے وافر ذخائر موجود ہیں، مسلمانوں کا سرمایہ غیر مسلم ممالک کے بنکوں میں اِس قدر بھرا پڑا ہے کہ اگر مسلمان اپنا تمام سرمایہ اِن بنکوں سے نکلوالیں تو غیر مسلم ممالک کنگال ہو جائیں، جبکہ آج حالتِ مسلم یہ ہے کہ مسلمان مظلوم وبے بس اور ذلیل وخوار ہیں، پوری تاریخِ اِنسانیت میں اِس قدر مسلم زبوں حال نہ تھا، عالمی سطح پر اِن کا وقار مجروح ہے، اِن کی آواز پر کوئی کان دھرنے کو تیار نہیں، مسلم طاقتیں اِن سے شطرنج کے مہروں کا کام لے رہی ہیں۔

آج عالمِ اِسلام میں مذہبی وروحانی اَقدار تنزل کا شکار ہیں، اِسلامی عقائد واَعمال محض مردہ اَوہام ورسوم میں بدل کر عملی تاثیر کھو چکے ہیں، مسلمانوں کے مستقبل میں اپنے اِحیاء کی نسبت اِعتماد بالکل ختم ہو گیا ہے،

آئندہ کیلئے اِسلام کے قابلِ عمل ہونے کا تصور دھندلا گیا ہے، مسلم معاشرے میں اِیمانی حقائق اور روحانی اَقدار کی جگہ مادہ پرستی نے لے لی ہے، اِسلامی وحدت کا شیرازہ جغرافیائی، نسلی، لسانی اور طبقاتی وفاداریوں کے باعث منتشر ہو گیا ہے، اِسلام کے مذہبی، سیاسی، معاشرتی، عمرانی، ثقافتی اور تعلیمی اِدارے جو سراسر تخلیق و اِنقلاب کے آئینہ دار تھے، کلی طور پر جمود و تعطل کی لپیٹ میں آ گئے ہیں۔

آج مسلمان اپنی بداَعمالیوں میں کفر سے بھی آگے بڑھ چکا ہے، اِس نے اپنا مذہبی کلچر غیروں کے سپرد کر دیا، آج غیر مسلم ہمارا اِسلامی کلچر لے کر دنیا میں حکمرانی کر رہے ہیں، جبکہ ہم اپنے اَسلاف کی تاریخ اور کارناموں کو پسِ پشت ڈال کر ذلیل و خوار ہو رہے ہیں۔

## مسلمان صرف نام کا

آج کا مسلم صرف نام کا مسلمان رہ گیا ہے جبکہ اِس کے عمل میں ہندووانہ اور یورپی تہذیب و تمدن چھا چکی ہے، ملتِ اِسلامیہ میں فحاشی و عریانی کے اَڈے جگہ جگہ قائم ہو چکے ہیں، آج مسلم اُمہ میں سود خور، رِشوت خور، ملاوٹ کرنے والے، چوری و زنا کاری کرنے والے، شراب کے نشہ میں مست لوگ، حقوق العباد کی پامالی کرنے والے، سنتِ رَسول ﷺ کا مذاق اُڑانے والے، چھپ چھپ کر گناہ کرنے والے، اِسلام کا نام لے کر حقیقتِ اِسلام پر ڈاکہ ڈالنے والے تو بے شمار ملیں گے لیکن اِسلام و اِیمان کا عملی نمونہ پہنانے والے، سنتِ رَسول کو اَپنانے کے جذبے سے سرشار، آقا ﷺ کی عزت و عظمت کے پرچم بلند کرنے والے خال خال نظر آئیں گے، آخر اِس کی وجہ کیا ہے؟ یہ ملتِ اِسلامیہ کا شیرازہ کیوں بکھر چکا ہے، کفار کے دلوں سے ہیبتِ اسلام کیوں ختم ہو چکی ہے اور ملتِ اِسلامیہ میں عملی و نظریاتی اِنحطاط کیوں ہوا؟ آج اُمتِ مسلمہ میں صدیقِ اَکبر کی صداقت، عمرِ فاروق کی عدالت، عثمانِ غنی کی حیا، حیدرِ کرار کی شجاعت کیوں نہیں رہی؟ آج مسلمان مائیں محمد بن قاسم، صلاح الدین ایوبی اور نورالدین زنگی جیسے مجاہدینِ اِسلام کیوں نہیں پیدا کر رہیں؟

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دِل سے اِحساسِ زیاں جاتا رہا

## مسلمانوں کے زَوال کا پس منظر

محترم قارئین! دُنیا بھر کے تمام غیر مسلم ممالک اور خصوصاً عیسائی و یہودی طاقتیں ہمیشہ سے مسلمانوں

کے اِتحاد اور جذبۂ جہاد سے خائف ولرزاں ترساں رہے ہیں، اِسلئے کہ وہ صلیبی جنگوں میں مسلمانوں کے ہاتھوں اپنی شرمناک شکست کو فراموش نہیں کر سکے، اِنہیں خوب یاد ہے کہ یورپ کی تمام عیسائی حکومتیں پوری قوت جمع کر کے اِسلام کے مجاہد صلاح الدین اَیوبی کا مقابلہ نہیں کر سکیں، سلطان اَیوبی نے ان کی متحدہ قوت کو پاش پاش کر دیا، اِن کے متحدہ لشکر کو فیصلہ کن شکست دے کر عیسائی طاغوتی غرور خاک میں ملا دیا اور عیسائیوں کے ناجائز قبضے سے بیت المقدس کو آزاد کرالیا تھا، چنانچہ دنیا بھر کے عیسائی صلیبی جنگوں میں لگنے والے زخم آج تک چاٹ رہے ہیں اور اِنتقام کی آگ میں جل رہے ہیں، اُنہوں نے اُس وقت عزم کیا کہ وہ ہر صورت مسلمانوں سے اِس شرمناک اور ذلت آمیز شکست کا بدلہ لیں گے، اِس مقصد کیلئے اُنہوں نے اپنی شکست اور مسلمانوں کی فتح کے اَسباب پر غور کرنے اور آئندہ ایسی صورتِ حال سے بچنے کیلئے پورے یورپ اور دنیا بھر کے عیسائی مدبروں کو جمع کیا۔

## مسلمانوں کی کامیابی کا راز

بالآخر! وہ اِس نتیجے پر پہنچے کہ وہ اِسلام کے رُوحِ رَواں پیغمبر محمد مصطفیٰ ﷺ کی عزت وناموس پر اپنا سب کچھ قربان کرنے پر متحد ہیں، اِن کے دلوں میں تعظیمِ رسول ﷺ اِس قدر ہے کہ وہ اِس کے تحفظ کی خاطر اپنی جان واولاد اور مال اَسباب قربان کرنے کو تیار ہیں، وہ عشقِ رسول ﷺ میں ڈوب کر میدانِ جنگ میں اُترتے ہیں اور شوقِ شہادت سے سرشار ہو کر لڑتے ہیں، مسلمان اگرچہ غریب ہیں، فاقہ کش ہیں مگر دولتِ اِیمان اور جذبۂ جہاد سے مالا مال ہیں، علماءِ اِسلام مسلمانوں کی صحیح تعلیم وتربیت میں مصروف رہتے ہیں، اِسلئے مسلم معاشرہ بے حیائی وفحاشی سے دور ہے، جبکہ عیسائی اِن تمام اَوصاف اور خوبیوں سے دور ہیں اور یہی اِن کی کمزوری اور شکست کا سبب ہے، لہٰذا اُنہوں نے بحث مباحثہ کے بعد متفق ہو کر یہ فیصلہ کیا۔

وہ فاقہ کش جو موت سے ڈرتا نہیں ذرا
روحِ محمد اِس کے بدن سے نکال دو
فکرِ عرب کو دے کر فرنگی تخیلات
اِسلام کو حجاز و یمن سے نکال دو

## صیہونی منصوبہ جات

محترم قارئین! پھر عیسائیوں نے مسلمانوں کو کمزور ومفلوج کرنے کیلئے ایسے ایسے طویل منصوبے تیار

کیئے کہ جن پر عمل پیرا ہونے سے مسلمانوں کے دلوں سے تعظیم وعشقِ رَسول ﷺ باقی نہ رہے، اِن کے بدن سے رُوحِ محمد ﷺ نکل جائے اور یہ دولتِ اِیمان سے محروم ہوجائیں اور نام کے مسلمان رہ جائیں، اِن کے دلوں سے جذبۂ جہاد اور شوقِ شہادت ماند پڑ جائے (بدقسمتی سے آج ایسا ہی ہے کیونکہ جہاد کو دہشت گردی کا نام دے دیا گیا ہے) مسلم ممالک میں یورپی تہذیب وتمدن اور مادر پدر آزادی کو فروغ دیا جائے تاکہ مسلمان اپنی تہذیب و تمدن اور پاکیزہ اِسلامی روایات کو بھول جائیں، مسلم ممالک میں فحاشی وعریانی پھیلانے کی سرتوڑ کوشش کی جائے تاکہ مسلمانوں کا جذبۂ جہاد سرد پڑ جائے، موت کا خوف اِن پر غالب آجائے، یہ آئندہ لڑنے کے قابل نہ رہیں، مال ودولت کا لالچ دے کر اِنہیں دِینِ اِسلام سے برگشتہ کرنے کی پوری کوشش کی جائے تاکہ یہ اِسلام کے نام پر کبھی متحد ومنظم نہ ہوسکیں۔

## عرب ممالک کو پارہ پارہ کرنے کا صیہونی منصوبہ

چنانچہ اِنہوں نے ملتِ اِسلامیہ کی متحدہ قوت کو توڑنے کی خاطر خلافتِ اِسلامیہ عثمانیہ ترکیہ جو ترکی سے لے کر پورے ملک عرب پر مشتمل تھی، اِس کیخلاف کارروائی کی، برطانیہ اور یورپ کی عیسائی طاقتوں نے عربوں کو ''آزاد مملکت عربیہ'' قائم کرنے کا جھانسہ دے کر اِنہیں خلافتِ عثمانیہ کے خلاف بغاوت پر اُکسایا اور جب وہ اِس پر آمادہ ہوگئے تو اِن کو مالی اور فوجی اِمداد دے کر ترکی کے حکمرانوں سے لڑوایا، جنگِ عظیم اول میں جب ترکی حکومت شکست کھا گئی تو عیسائی سازشیوں نے ''آزاد مملکتِ عربیہ'' قائم کرنے کی بجائے اِنھیں بندر باٹ کرتے ہوئے ملک عرب کے حصے بخرے کردیئے، شام اور لبنان پر فرانس نے قبضہ کرلیا، عراق، شرقِ اُردن اور فلسطین پر برطانیہ قابض ہوگیا اور باقی ماندہ ملک عرب کے ٹکڑے کرکے چھوٹی چھوٹی ریاستیں بنادیں اور ہر ریاست کو اپنے زیرِ دست رکھنے کیلئے اِن ریاستوں پر اپنے من پسند کٹھ پتلی حکمران مسلط کردیئے، تاکہ کمزور ریاستوں کے یہ حکمران ہر لحاظ سے ہر معاملہ میں اِن کے دستِ نگر محتاج اور اِن کے ہر حکم کی تعمیل پر مجبور رہیں اور مسیحی طاقتیں اِن حکمرانوں کے ذریعے اِسلام اور مسلمانوں کے خلاف بلاخوف وخطر اپنی کارروائیاں جاری رکھ سکیں، یہی وجہ ہے کہ آج تک کسی عرب ریاست میں صحیح معنوں میں اِسلامی قوانین کا نفاذ عمل میں نہیں آسکا اور یہ مدعیانِ اِسلام غیر اِسلامی یورپی تہذیب وتمدن میں غرق ہیں، عیسائیوں اور یہودیوں کا طرزِ زندگی اَپنائے ہوئے ہیں، اِس طرح اِسلام دشمن مغربی طاقتوں نے پورے عالمِ عرب پر اپنا تسلط قائم کرچکنے کے بعد مسلمانانِ عرب کو مزید دَبائے رکھنے کیلئے فلسطین سے جو خالص عرب مسلمانوں پر مشتمل تھا اور جہاں یہودی

ایک فیصد بھی نہیں تھے، وہاں سے فلسطینیوں کو جبراً بے دخل کر کے اِسرائیلی یہودی مملکت بنا دیا گیا، مسلمانوں کو مار مار کر اُن کے گھروں سے نکال دیا گیا، اُن کی زمینوں اور جائیدادوں پر یہودی قابض ہو گئے، جس کے نتیجے میں فلسطینی مسلمان آج تک در بدر ہیں اور یہودیوں کے نا قابلِ بیان مظالم کا شکار ہیں اور حقوقِ اِنسانی کے نام نہاد علم بردار اَمریکا، روس اور سارے عیسائی ممالک بکمال بے حیائی یہودیوں کے پشت پناہ و مددگار ہیں اور اِسرائیلی یہودی عرب ممالک کو غنڈہ گردی کا نشانہ بنائے ہوئے ہیں، مسلمانانِ عرب یہودیوں کی چیرہ دستیوں سے نالاں و پریشان ہیں لیکن مجبور اور بے بس ہیں، اپنے تحفظ کیلئے بھی متحد ہو کر یہودیوں کے خلاف کوئی اِقدام کرنے سے قاصر ہیں، عیسائیوں کے طے کردہ منصوبہ کے مطابق دیگر تمام مسلمان ممالک میں بھی دشمنانِ اِسلام کی مذموم سازشیں اور ریشہ دوانیاں منظّم اَنداز میں مسلسل جاری ہیں۔

## مغرب کا شیطانی منصوبہ

ماضی قریب میں ہی ۵ جون سے ۹ جون تک نیویارک (امریکہ) میں اَقوامِ متحدہ کی جنرل اسمبلی کے تحت منعقد ہونے والی بیجنگ پلس فائیو کانفرس کا بے ہودہ اور شرمناک ایجنڈا پوری مسلم اُمہ کے لئے نا قابلِ برداشت بلکہ ایک چیلنج ہے، اِس کانفرس کا عنوان ''اکیسویں صدی کے لئے جنسی مساوات'' تھا، اِس اِجلاس میں ہزاروں مندوبین اور خواتین سرکاری طور پر اور غیر سرکاری طور پر دنیا بھر سے شریک ہوئیں، پاکستان سے مغربی ممالک کی طرف سے کروڑوں روپیہ سالانہ گرانٹ لینے والی این جی اوز کی نمائندہ خواتین نے بھی شرکت کی، جس میں این جی اوز کے ایک وفد کی قیادت عاصمہ جہانگیر نے بھی کی، جبکہ حکومتِ پاکستان کی طرف سے سابق وفاقی وزیر زبیدہ جلال بھی شریک ہوئیں، اِس کانفرس کے ایجنڈے کا مقصد بالخصوص اِسلامی ملکوں میں عورت کے حقوق کے نام پر جنسی اَنارکی پیدا کرنا، ہم جنس پرستی کو جائز قرار دینا، اِسلامی معاشرہ میں خاندانی نظام کی تباہی کو عام کرنا، جنسی آزادی اور جنسی مساوات کی راہ میں رکاوٹیں ختم کرنا، اِس کانفرس کے ذریعے معاشرے میں ماں، بیٹی، بہن، بیوی کے مقدس رشتوں کی اَہمیت اور اِحترام کو ختم کر کے عورت کو ''آزاد پنچھی'' بنانا، طوائفوں کو جنسی کارکن ڈیکلیئر کر کے اِن کے حقوق کی حفاظت کرنا، اِسقاطِ حمل کو فروغ دینا تاکہ بدکاری اور زنا کاری کو تحفظ حاصل ہو سکے، عورتوں کو زنا اور اِسقاط کا قانونی حق دینا اور خواتین کے خلاف ہر طرح کا اِمتیازی طرزِ عمل ختم کرنا ہے، اِس کانفرنس کے ایجنڈے کو عالمی فرمان کا نام دیا گیا۔

اَقوامِ متحدہ کے زیرِ اِہتمام اِس اِجلاس کو غیر مسلم ممالک کی طرف سے مسلمان اور اسلامی معاشرے کی

تباہی کا خطرناک ترین شیطانی منصوبہ قرار دیا جاسکتا ہے، مغرب کی تہذیبی یلغار کے زیرِ اثر این جی اوز چلانے والی بعض پاکستانی عورتیں اِس شیطانی منصوبے کی تکمیل کیلئے متحرک ہیں۔

## ہمارے ملک کی این جی اوز کا گھناؤنا کردار

یہ حقیقت کسی سے ڈھکی چھپی نہیں کہ ملک بھر میں غلیظ مکھیوں کی طرح پھیلی ہوئی ہماری این جی اوز مغرب کے اِشارے پر مسلسل ہماری نظریاتی سرحدوں پر حملہ آور ہوتی رہتی ہیں، اِن کا ایجنڈا کسی سے پوشیدہ نہیں..... اِن کی سرگرمیاں شریعتِ اِسلامیہ اور قرآنِ مجید کو معاذ اللہ ناقابلِ عمل قرار دلوانے، اِرتداد کے ذریعے مسلمانوں کے دِلوں سے نورِ اِیمان کی دولت ختم کرنے، جہاد کو دہشت گردی قرار دینے، قانونِ توہینِ رِسالت اور حدود قوانین کو ختم کرنے، سلمان رُشدی، تسلیمہ نسرین اور دیگر گستاخانِ رَسول کی حمایت وتائید کرنے، دِینی مدارس پر پابندی لگانے، اِسلامی تعلیم وکلچر کے خاتمے، اِسلامی کلچر کی بجائے سیکولرازم کو فروغ دینے، یہودیت اور عیسائیت کے غلبے، ایٹمی پروگرام کی مخالفت، سی ٹی بی پر دستخط کروانے، ڈاکٹر قدیر جیسے محسنِ پاکستان کو بے توقیر کرنے، مسلمانوں کو تہذیبی طور پر غلام بنانے، ہم جنس پرستی کو فروغ دینے، خاتونِ خانہ کو گھر سے نکال کر شمعِ محفل بنانے، طوائفوں کو جنسی ورکر قرار دینے، گھر سے بھاگی ہوئی لڑکیوں کو خاندان سے متنفر کرنے کیلئے ہی وقف ہیں۔

اِن این جی اوز نے بھی ہمارے معاشرے کو بگاڑنے اور لوگوں کو اِسلام کی روح سے دور کرنے کیلئے بہت کردار اَدا کیا ہے اور یہ سب اُسی صیہونی منصوبہ کی تکمیل کی ایک صورت ہے۔

اِن کی باتوں کے ذرا ڈھنگ تو دیکھے کوئی
نرم لہجے میں جو کانٹوں کا اَثر رکھتے ہیں

## یورپی ریشہ دوانیاں

یہ سب کچھ اُسی صیہونی منصوبے کو تکمیل دینے کیلئے مسلم ممالک میں کیا جارہا ہے، بدقسمتی سے آج مسلم صیہونی منصوبے کی بھینٹ چڑھ چکا ہے، یہ اپنی تہذیب وتمدن بھول چکا ہے، اِس کے گھر گھر میں فحاشی وعریانی کی یہودی تہذیب چھا چکی ہے، مسلم کے دل سے عشقِ مصطفٰے ﷺ کا جذبہ ماند پڑ چکا ہے، اِس کا عمل سنتِ مصطفٰے ﷺ سے دور ہو چکا ہے، آج مسلم اُمہ کے دل سے محبتِ رسول ﷺ کا جذبہ ختم کرنے کا یورپی منصوبہ مکمل ہو

چکا ہے، یہی وجہ ہے کہ آج یورپ مختلف صورتوں میں مسلمانوں کے جذبۂ عشقِ رسول ﷺ پر کاری ضرب لگا رہا ہے اور آج کفر کی کافرسرائی اور کفر سامانی روز بروز اور لحہ بہ لحہ بڑھ رہی ہے جس کی چند مثالیں یہ ہیں: بھارتی میگزین میں تاش کے پتوں پر کعبہ شریف کی تصویر بنائی گئی، گوانتا جیل میں قرآنِ پاک کے اَوراق کو استنجاء گاہوں میں رکھا گیا، ڈنمارک اور ناروے کے اوباشوں نے آقا کریم ﷺ کی ذات بابرکت کے بارے اَخباری خاکے شائع کئے، ہالینڈ کے بدبخت پارلیمنٹ ممبر نے قرآن کے خلاف فتنہ نامی فلم بنائی، مسلمانوں کے پہننے والی پینٹ شرٹ پر نام محمد پرنٹ کیا گیا، فرانس میں ۱۹ مئی ۲۰۰۸ء کو منعقدہ ہونے والے کینز فلمی میلے میں آقائے دوجہاں، رَسولِ اَکرم ﷺ کے توہین آمیز خاکوں کے حوالے سے دستاویزی فلم دکھائی گئی، ۲۱ مئی کے روزنامہ نوائے وقت کے مطابق عراق میں متعین امریکی فوجی نے قرآنِ پاک کی پھر بے حرمتی کی، اِسی دن کے نوائے وقت میں یہ خبر بھی ہے کہ بھارت کی تیار کردہ فلم ''جنت'' عنقریب ملک پاکستان کے سینما گھروں میں زیرِ نمائش ہے، جس میں اِنڈین اَداکار (عمران ہاشمی) معاذ اللہ! جوئے سے رقم کما کر گھر کو جنت بنانا چاہتا ہے ''جنت'' کا لفظ اَہلِ اِسلام کے نزدیک ایک مقدس لفظ ہے، مگر اِس نام کے تحت بننے والی فلم میں جو خرافات دِکھائی گئی ہیں، اِس سے مسلمانوں کو کچھ عبرت پکڑنی چاہئے کہ ہندو بنئے نے کس طرح ایک بے ہودہ اور فحش فلم کا نام جنت رکھ کر ''جنت'' جیسے لفظ کا تقدس پامال کیا، اِس کے علاوہ فلم میں جوا جیتنے کیلئے اِنشاءَ اللہ کا لفظ کہا گیا جو صراحۃً اَللہ تعالیٰ کے نامِ پاک کی توہین ہے اور نہ جانے دنیا میں کہاں کہاں، کیا کیا کفر سامانیاں اور گستاخیاں بڑھ رہی ہیں اور اُمتِ مسلمہ محوِ حیرت ہے اور اِن کفر سامانیوں اور یہود و ہنود کی ریشہ دوانیوں کے سدِ باب کیلئے متحد نہیں ہو رہی، اِسلئے کہ آج اُمتِ مسلمہ کے دل مردہ ہو چکے ہیں، بقول اقبال:

رگوں میں وہ لہو باقی نہیں ہے
وہ دل ، وہ آرزو باقی نہیں ہے
نماز و روزہ و قربانی و حج
یہ سب باقی ہیں تُو باقی نہیں ہے

## عشقِ مصطفیٰ ﷺ مومن کا سرمایہ

لیکن حقیقت یہ ہے کہ دل میں جس قدر اَللہ تعالیٰ کی محبت قوی ہوگی، رَسولُ اللہ ﷺ کا عشق جس قدر راسخ ہوگا، اُسی قدر اِیمان میں پختگی ہوگی، دل میں جذبۂ جہاد اور شوقِ شہادت موجزن اور مستحکم ہوگا اور چونکہ دنیا اور

آخرت میں کامیابی کا دارومدار ایمان کی پختگی اور اِتباع و اِطاعت رسول ﷺ پر ہے اور مسلمان بحیثیت مجموعی اِس سے عملاً منحرف ہیں، تو اِس کا سبب صرف یہی دکھائی دیتا ہے کہ مسلمان عشقِ رسول ﷺ سے بیگانہ ہیں اور جب تک یہ بیگانگی قائم رہے گی، یہ تباہ و برباد ہوتے رہیں گے، جب یہ بیگانگی دور ہو جائے گی، پھر اِن کا دورِ اِقبال و عروج شروع ہو جائے گا۔

دل از عشقِ او توانا مے شود
خاک ہمدوش ثریا مے شود
در دلِ مسلم مقامِ مصطفٰے ﷺ است
آبروئے ماز نامِ مصطفٰے ﷺ است

''عشقِ رسول ﷺ سے دل توانا ہو جاتا ہے، خاک کا ذرہ ہمدوشِ ثریا ہو جاتا ہے، مسلمان کے دل میں مصطفٰے ﷺ کا مقام ہے، ہم مسلمانوں کی آبرو مصطفٰی ﷺ کے نام سے ہے۔''

ہر کہ عشقِ مصطفٰی ﷺ سامان اوست
بحر و بر در گوشۂ دامان اوست

''جس کی پونجی عشقِ مصطفٰی ﷺ ہے، اُسی کے گوشۂ دامان سے بحر و بر لپٹے رہتے ہیں۔''

یہ ایسی بڑی پونجی ہے کہ اِس کے سامنے دولتِ کونین کوئی حیثیت نہیں رکھتی، عشقِ مصطفٰی ﷺ دل میں موجزن ہے تو کائنات کی سب سے بڑی نعمت حاصل ہے، اِس نعمت بیکراں کے حصول کیلئے:

سوزِ صدیق و علی از حق طلب
ذرۂ عشق نبی از حق طلب

''اے مسلمان! اَللہ سے سوزِ صدیق و علی طلب کر، اَللہ تعالیٰ سے عشقِ نبی کا تھوڑا حصہ ہی مانگ لے۔''

زانکہ ملت را حیات از عشق اوست
برگ و ساز کائنات از عشق اوست

''اِس لئے کہ ملتِ اِسلامیہ کی زندگی اِنہی کے عشق پر منحصر ہے، کائنات کی تمام نعمتیں اِنہی کے عشق سے حاصل ہو سکتی ہیں۔''

عقل و دل و نگاہ کا مرشدِ اَولین ہے عشق
عشق نہ ہو تو شرع و دین بتکدہ تصورات
صدق خلیل بھی ہے عشق، صبر حسین بھی ہے عشق
معرکہ وجود میں بدر و حنین بھی ہے عشق

معزز قارئین! ہر انسان آکسیجن سے سانس لیتا ہے لیکن مسلمان کی سانس کا دوسرا نام عشقِ رسول ﷺ ہے، ہر انسان پانی پی کر جیتا ہے مگر مسلمان حبِ رسول ﷺ کی آب وہوا میں زندہ رہتا ہے، ہر انسان آنکھ سے دیکھتا ہے مگر مسلمان کی آنکھ کا سرمہ خاک مدینہ ونجف ہے، ہر انسان کے پہلو میں دل دھڑکتا ہے مگر مسلمان کے دل کی دھڑکن یادِ رسول ﷺ ہے، ہر انسان کی رگوں میں خون دوڑتا ہے مگر مسلمان کی رگوں میں محبتِ آلِ رسول ﷺ گردش کرتی ہے، ہر انسان زندگی کو زندگی سمجھ کر بسر کرتا ہے لیکن مسلمان خدا اور رسول کی خوشنودی کیلئے زندگی گزارتا ہے، ہر انسان آزادی کا خواہاں ہے مگر مسلمان غلامیٔ رسول کا طلب گار ہے، ہر انسان موت سے خوفزدہ رہتا ہے لیکن مسلمان شہادت کی آرزو میں تڑپتا رہتا ہے، ہر انسان نفع ونقصان کے حوالے سے سوچتا ہے لیکن مسلمان ہر چیز کو عقیدہ وایمان کے ترازو میں تولتا ہے، ہر انسان اپنی عزت وناموس کی فکر میں رہتا ہے مگر مسلمان اپنی جان کو حرمتِ رسول ﷺ پر قربان کرنے کی سعادت سمجھتا ہے۔

عزت پہ تیرے کملی والے ، حرمت پہ تیرے کملی والے
کٹنے کیلئے مرنے کیلئے ، تیار ہیں ہم تیار ہیں ہم

## تاریخی حقیقت

معزز قارئین! تاریخ اِس بات کی شاہد ہے کہ جب بھی کسی بد بخت نے پیارے آقا ﷺ کی ذات کی ذرا بھر گستاخی کی یا اُن کی ذات میں عیوب نکالے تو اُس وقت غیرت مند مسلم محبوبِ خدا ﷺ کا کوئی دیوانہ اُس گستاخِ رسول کی زبان بند کر دیتا، اُس کے جسم کو لہولہان کر کے واصل جہنم کر دیتا۔

ہندوستان میں راجپال نے توہینِ رسالت کی تو ملتِ اِسلامیہ کا شیر غازی علم الدین شہید اُس پر جھپٹا اور اُسے چیر پھاڑ کر رکھ دیا.....رام گوپال نے حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کی تو غازی مرید حسین اُس پر لپکا اور اُسے واصلِ جہنم کر دیا.....نتھو رام نے نبی پاک ﷺ کی ذات بارے دیدہ دہنی کی تو غازی عبدالقیوم نے اُسے ابوجہل اور ابولہب کے پاس پہنچا دیا.....کھیم چند گنبد خضراء کی طرف منہ کر کے بھونکا تو غازی

منظور حسین نے اُس جہنمی کتے کو اُس کے دیس میں پہنچا دیا.....ہر دیال سنگھ جب قصرِ نبوت کی طرف پھنکارا تو غازی معراج دین نے اُس کی گردن توڑ دی.....جب ڈنمارک کے کتے حضور ﷺ کی گستاخی کرنے پر تل آئے تو گوجرانوالہ کا عظیم غازی ساروکی چیمہ کا دولہا غازی عامر چیمہ اُٹھا اور اس گستاخ کو لہولہان کر دیا۔

اِن عظیم عاشقانِ رسول ﷺ نے صحابہ کرام اور قرون اولیٰ کے مجاھدین کو مخاطب کر کے کہہ دیا کہ ہم آپ سے شرمندہ نہیں ہے، ہم نے بھی گلے میں غلامیٔ رسول ﷺ کا طوق ڈالا ہے، اِسلئے ہم نے بھی گستاخانِ رسول ﷺ کے ساتھ وہی سلوک کیا جو تم نے اپنے عہد میں کیا۔

اِن شہیدوں نے ماں باپ کے بڑھاپے کے سہاروں کی پروانہ کی.....بیویوں کے سہاگ اُجڑنے کو خاطر میں نہ رکھا.....بچوں کی یتیمی ان کے راستے کی رکاوٹ نہ بنی.....مال واَسباب کی کشش اِن کے پاؤں کی زنجیر نہ بن سکی.....حتی کہ اِنہوں نے اپنی متاعِ حیات سرور کونین ﷺ کی عزت و ناموس پر نچھاور کر دی.....آج اِسلام کو اِن فرزندانِ توحید و رسالت پر ناز ہے۔

اے غازی علم دین شہید! ہم تجھے سلام پیش کرتے ہیں۔

اے غازی عبدالقیوم! اے غازی منظور حسین! اے غازی معراج دین!

اے غازی عامر چیمہ! تیری عظمت کو سلام کہ تو نے مسلمان کا سر فخر سے بلند کر دیا۔

# میری داستان ہے میرے لہو سے رنگین

سید محمد زین العابدین قادری

صومالیہ میں محروم، درد کی ماری، بے آسرا نئی نویلی اُجڑی سہاگن کی پرشکستہ مانگ کی طرح، ویران سڑک کے دونوں کناروں اور تھائی لینڈ، کوسوو، اراکان، بوسنیا، چیچنیا کے جان لیوا سنگلاخ نشیبی صحراؤں کی جھاڑیوں میں اٹے ہوئے گوشت کے چیتھڑوں، عراق اور افغانستان کے بے مقدر کٹے پھٹے مائل بہ معصوم شیر خواروں کی لاشوں اور عالم اسلام کی دکھیاری، بے چاری، مصیبت کی ماری ممتا کے آنسوؤں کے بوجھ تلے کون دبا ہوا ہے؟ یہ ایسا تلخ اور حقیقت پر مبنی سوال ہے کہ اگر کسی کو اس کا جواب مل جائے تو شاید زہر میں بھیگے نشتر سے زیادہ گھاؤ سینے میں پڑ جائیں۔

قارئین کرام! زہر سے کڑوا سنگترے سے زیادہ ترش جواب پڑھنے سے قبل اپنے آپ کو اس بات پر راضی کرلیں کہ ننھے لاشوں، کٹے پھٹے بے گور وکفن لاشوں اور ممتا کی آہ وزاری اور آبشار کی مانند آنسوؤں کے ذمہ دار پرائے اور غیر لوگوں کے ساتھ ساتھ اپنے ہی گھر کے محرم ہیں جنہوں نے وطن کی پاسبانی کا خوفناک جُبہ زیب تن کر کے اپنی آستینوں میں زہریلے سانپ چھپا رکھے ہیں جس کے کسک کی تاب دنیا کے طول وعرض میں کوئی نہیں رکھتا، آپ بے دھڑک اِس جرأت پر داد دیجئے کہ ظالم ظلم کے بعد آلہء گناہ چھپاتا ہے اور یہاں پر آلہ گناہ ''روشن خیالی'' کو روشن دماغوں میں ''تاریکی کے لئے'' روشن کیا جاتا ہے، یاد رہے کہ بیٹا کبھی بھی اپنے باپ کے قاتلوں سے مراسم نہیں بڑھاتا اور ناہنجار بیٹے نے جب کبھی اپنے گھر کے قاتل سے مراسم بڑھانے ہوں تو قدم پھونک پھونک کر رکھتا ہے اور رات کی تاریکی میں چھپ چھپا کر ملتا ہے لیکن آج اسلام کے بیٹوں کو دیکھ لیجئے کہ غلامی کا بھیانک طوق گلے میں ڈال کر زمانے کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر سحر کے سپیدے میں دشمنان خدا اور رسول ﷺ سے ملتے ہیں، یقیناً آدمی جب گندگی کی دلدل سے نکل کر خوشگوار ماحول میں لوٹتا ہے تو وہ خوشبو سے گھن کھاتا ہے، ایسا شخص تعفن زدہ ماحول کے خلاف کبھی بھی اپنا آوازہ بلند نہیں کرتا، پھر اس میں کچھ اچنبے کی بات نہیں، اگر وہ یہ اعتراض کرے کہ صحیفہء رحمت قرآن مجید نے یہود ونصاریٰ (جیسی گندی قوم) سے نفرت کا اظہار کیا ہے جس سے اِنسانیت کے قتل کی بو آتی ہے۔

قارئین کرام! یہ ایسا سوال ہے جو اپنی معنویت کے اعتبار سے واقعی سوالیہ نشان بنا ہوا ہے جس کی زد میں دین سے کچھ لگاؤ رکھنے والا اُلجھا ہوا دکھائی دیتا ہے، یقیناً کسی اِنسان کو نفرت وحقارت کی نگاہ سے نہیں دیکھنا چاہیے اور یہود ونصاریٰ بھی اِنسانوں میں شمار ہوتے ہیں جس وقت تاجدارِ کائنات ﷺ اِس دنیا پر تشریف لائے تو اُس وقت بالخصوص پانچ طاقتیں اِس اَرضِ گیتی پر اپنی اپنی طاقتوں کے پنجے آزما رہی تھیں اور ہر ایک کی کوشش تھی کہ وہ دوسری قوم کو مغلوب کر کے خود مطلق العنان بن جائے اور وہ پانچوں طاقتیں Tiger of the Earth بننے کے خواب دیکھ رہے تھے اور حضور ﷺ کی بعثت پر آفاقی، اِلہامی اور راستباز دین کی ترویج واِشاعت ہونے لگی، جس نے لوگوں کے دُکھی دلوں پر فرحت وتسکین کی مرہم رکھی اور پژمردہ چہروں کو شادابی عطا کی، کسی مفکر نے اِن چھ اَدیان کا ذکر اپنے الفاظ میں کچھ اِس طرح کیا ہے۔

﴿ اَلاَدْیَانُ سِتَّۃٌ وَاحِدٌ لِلرَّحْمٰنِ وَخَمْسَۃٌ لِلشَّیْطٰنِ ﴾

(کہ اس وقت) چھ دین تھے، اُن میں سے ایک رحمٰن کا اور پانچ شیطان کے۔

اِس فکری مقولے کی تائید قرآن مجید سے بھی ہوتی ہے۔

''بے شک مسلمان اور یہودی اور ستارہ پرست اور نصرانی اور آتش پرست اور مشرک۔'' (الحج:۱۷)

اِس تائید سے بالکل واضح ہو گیا کہ آفاقی، اِلہامی دِین اِسلام ہی ہے۔

قارئین کرام! مسلمان یہود ونصاریٰ سے از خود نفرت نہیں کرتے بلکہ اِن کے اپنے افعال ہی مبغوض و مذموم ہیں جیسا کہ اَللہ تعالیٰ نے اِرشاد فرمایا ہے کہ ''ہم نے اُن پر ظلم نہ کیا، وہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں۔''

اِن کے دو ظلم بہت ہی بڑے اور قابل مذمت ونفرت تھے اور اب بھی وہ حقیر ترین مظالم ڈھانے میں کوئی کسر نہیں اُٹھا رکھتے۔

(۱): بے جا قتل وغارت۔ (۲): دوسروں کو ذلیل وحقیر جاننا

جو لوگ مسلمانوں کو دہشت گرد کہتے ہیں اور یہود ونصاریٰ کو مظلوم ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں، وہ مندرجہ ذیل سطور لازمی پڑھیں اور پھر اِن تناظر میں فیصلہ خود ہی کر لیں کہ دہشت گرد کون ہیں، مسلم یا یہود و نصاریٰ.....؟

۴ ہجری میں جب بیئرِ معونہ کے مقام پر ستر قاریوں کو شہید کر دیا گیا، تو اَصحاب میں سے حضرت عمرو بن اُمیہ ضمری ؓ واحد ہیں جو اِن کے چنگل سے بچ نکلے، راستے میں دو آدمیوں کو آپ نے دشمن سمجھ کر تہ تیغ کر دیا

حالانکہ وہ معاہد تھے، جب آپ ﷺ کو معلوم ہوا تو آپ نے دکھ کا اظہار کیا کہ وہ تو تمہارے معاہد تھے چنانچہ آپ اُن کی دیت کی رقم اکٹھی کرنے میں مصروف ہوگئے، میثاقِ مدینہ کی رُو سے یہود بھی اِس بات میں شریک تھے کہ مل کر اُن دونوں کا خون بہا وارثوں کو ادا کیا جائے، اِسی سلسلہ میں حضور ﷺ چند اَصحاب کے ساتھ قبیلہ بنونضیر کے پاس گئے، اِن لوگوں نے آپ کو ایک صحن میں بٹھایا، آپ ایک دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر تشریف فرمائے ہوئے، یہود یہ بہانہ بنا کر کہ آپ تھکے ہوئے ہیں، آپ آرام فرمائیں، ہم لوگ رقم اکٹھی کرتے ہیں، وہاں سے اُٹھ کر جب باہر آئے تو رحمۃ اللعالمین ﷺ کو قتل کرنے کے منصوبے بنانے لگے، ایک ''یہودی'' کہنے لگا جو مکان کی چھت پر جا کے اوپر سے چکی کا پاٹ گرادے اور حضور رحمۃ اللعالمین ﷺ کو شہید کردے، ایک دوسرا بدبخت فوراً تیار ہوگیا، یہ لوگ خفیہ طور پر اِدھر منصوبے بنا رہے تھے، اُدھر حضور ﷺ کی محافظت کا ذمہ لینے والی ذات نے اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مطلع کردیا، آپ فوراً وہاں سے اُٹھے اور مسجد کی طرف روانہ ہوگئے اور راستے میں حضور ﷺ نے صحابہ کو بھی باخبر فرمادیا۔

یہود نے ۷ ہجری کو پھر حضور ﷺ کو شہید کرنے کا منصوبہ اُس وقت بنایا جب خیبر فتح ہو چکا تھا، یہود کی یہ پرانی چال ہے کہ وہ کسی خطرناک کام میں عورت کو اِستعمال کرتے ہیں اور یہ بدترین ''مہرہ'' آج تک اِستعمال کررہے ہیں، اِس منصوبے کے تحت سلام بن مشکم کی بیوی زینب جو کہ یہودی سردار مرحب کی بیٹی تھی، اِس ناپاک منصوبے کے طور پر اِستعمال کی گئی، اُس نے گوشت میں زہر ملا کر حضور ﷺ کو شہید کرنا چاہا مگر نبی غیب دان اِس منصوبے سے بھی آگاہ ہوگئے۔

(بخاری: کتاب الطب، باب مایذکر فی سم النبی ﷺ .... الرحیق المختوم: ۴۶۲)

آپ ﷺ نے اپنے مرض الموت میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا، عائشہ! (رضی اللہ عنک) جو لقمہ میں نے خیبر میں کھایا تھا، اُس کے زہر کے اثر سے میری رگِ جان کٹ رہی ہے۔

(بخاری: کتاب المغازی، باب مرض النبی)

اِس واقعہ کی ناکامی کے بعد یہود نے جادو کے ذریعہ حضور ﷺ کو شہید کرنے کی جسارت کی جس کی تفصیل (بخاری: کتاب بداء الخلق، صفۃ ابلیس وجنودہ) میں موجود ہے، اِس ناپاک منصوبے میں بھی یہود کو بفضلہٖ تعالیٰ ناکامی ہوئی ہیں۔

۷ ہجری میں صلح حدیبیہ کے بعد رؤسائے یہود نے لبید بن اعصم یہودی سے کہا کہ تو اور تیری لڑکیاں

جادوگری میں یکتا ہیں، حضور ﷺ پر جادو کر کے قصہ تمام کرو، لبید نے حضور ﷺ کے ایک یہودی غلام سے حضور ﷺ کی شکستہ کنگھی کے دندانے اور کچھ بال شریف حاصل کر لئے اور موم کا ایک پتلا بنایا، اُس میں گیارہ سوئیاں چبھوئیں، ایک تانت میں گیارہ گرہیں لگائیں، یہ سب کچھ اُس پتلے میں رکھ کر بیئر رواں میں پانی کی تہ میں ایک پتھر کے نیچے دبا دیا، اِس جادو کا اثر فقط اِتنا ہوا کہ دنیاوی کاموں میں (بہت ہی زیادہ غور وغوض کرنا پڑتا)، یہ سلسلہ چھ ماہ تک جاری رہا اور پھر جبریلِ اَمین سورۃ فلق اور سورۃ الناس لے کر حاضر خدمت ہوئے اور یہودیوں کے ناپاک منصوبے سے چھٹکارا ہوا۔

(بتسہیل نور العرفان در آیت قل اعوذ برب الفلق)

مسلمانوں پر دہشت گردی کا ٹائٹل چسپاں کرنے والے ذرا دیکھیں تو سہی کہ حضور رحمتہ للعالمین ﷺ کو شہید کرنے کے لئے یہودیوں نے کتنے خوفناک طریقے اِستعمال کئے ہیں اور اپنی آنکھوں کو عراق اور افغانستان کی اُن گلی کوچوں میں گاڑھ کر تو دیکھیں، فقط ایک ہفتے میں عراقی جنگ میں 72 ہزار عام شہری شہید کر دیئے گئے اور مٹھی بھر مجاہدین کو صفحہ ہستی سے مٹانے کیلئے ابتداً سات ہزار امریکی فوجیوں نے حصہ لیا اور یہ تعداد طوالتِ زمانہ کے ساتھ ساتھ روز بروز بڑھتی گئی، سینکڑوں امریکی جنگی ٹینک آرٹلری، سیگٹر گن، ایف 16، فائٹر طیارے، 84 ایم ایم اور ایم 3، اینٹی ٹینک رائفلز اور کئی مہلک ترین بارود اِستعمال کئے گئے۔

(بتسہیل وشکریہ، ندائے ملت 29 ستمبر تا 5 اکتوبر 05، صفحہ 34)

مشہور ومعروف کالم نگار عرفان صدیقی لکھتے ہیں۔

جامعہ نعیمیہ لاہور میں امریکی سفیر مادام وینڈی چیمبرلین نے ببانگ دُہل کہا کہ اِسلام تو امن کا مذہب ہے جس کا دہشت گردی سے کوئی تعلق واسطہ نہیں لیکن کسی نے اُن سے یہ نہیں پوچھا کہ اگر یہ سچ ہے اور امریکہ اِس بات پر یقین رکھتا ہے کہ دہشت کا اِسلام سے کوئی تعلق نہیں تو پھر شمال وجنوب اور مشرق ومغرب کے ہر گوشے کی دہشتِ گردی اِسلام اور مسلمانوں کے کھاتے میں کیوں ڈالی جارہی ہے؟ ہر جگہ ظلم کی چکی میں پسے ہوئے مسلمان جب ظالم کے خلاف غلیلوں اور پتھروں سے ''معرکہ آرا'' ہوتے ہیں تو اُنہیں دہشت گرد کہہ کر توپوں اور ٹینکوں کے دہانے پر کیوں رکھ لیا جاتا ہے؟ مہاجر کیمپوں کو آتش وبارود کا نشانہ بنانے والے درندوں کو ''اَمن کا سفیر'' کا خطاب کیوں ملتا ہے۔ (نوائے وقت 23/5/2002 از عرفان صدیقی)

عرفان صدیقی صاحب نے جذبات کی رو میں بہت سارے سوالات بہتی ندی کی طرح کہہ دیئے، اِس

میں کوئی شک نہیں ہے کہ اُنہوں نے اِسلام اور عوام کی دھڑکنوں کی تشخیص کے بعد یہ سوالات قائم کئے ہیں جو کہ اِسلام کے غریب عوام کے لئے کشتہ جان اور اِن کے زخموں کے لئے مرہم جان ہیں مگر آپ یہ بھی تو خیال فرمائیں، امریکی مادام نے یہ اِعلان اُس وقت کیا تھا جب محترم سرفراز نعیمی اور اہلِ سنت کے دیگر اَکابرین نے اُن کے شکوک وشبہات دور کر دیئے تھے اور اُن پر اِسلام اور مسلمانوں کے مزاج کو واضح کر دیا تھا اور آئینہ اِسلام پر پڑی غبار کو صاف کر کے حقیقت کا آئینہ دکھلا دیا تھا۔

قارئین کرام! ظالم نے میری داستان میرے گرم لہو سے لکھ تو لی ہے، پھر بھی میں پراُمید ہوں کہ یہ صدی رنگِ حنا کی صدی ہے، میرے وطن کے ننھے منھے جگر پاروں کو بارود میں اُڑا کر فتح کے نشے میں چور عنقریب وہ بربریت کا خوفناک اژدھا خود اپنے آپ کو کچلنے والا ہے، مکے کے ستائے مسلمانوں اور حبشہ کے آزمائے ہوئے مومنوں نے مدینے میں اپنی اپنی کہانی سنا کر دل کا بوجھ ہلکا کر لیا تھا لیکن میں چھ سال سے اپنے آنسوؤں سے ترجھولی لئے سوئے مدینہ کھڑا ہوں۔

اِک عرصے سے شبِ دیجور میں میری رُوح اُن کے حرم میں پرواز کرتی ہے، اُن کے در و بام سے لپٹ کر ننھے لاشوں، مصیبت زدہ پیلے چہروں، غم سے نڈھال ممتاؤں اور سوگ میں ڈوبی بدنصیب بہنوں کا دکھڑا سناتے طلوعِ صبحِ صادق اور سحر کے سپیدے سے اُلجھ جاتی ہے، اے والیٔ کون ومکاں! تیرا دین اور تیرے غلام اپنے ہی دیس میں غریب الغرباء ہیں، تیرا نظام تو عدل وانصاف پر قائم ہے تیرا دین تو اَمن وآشتی کا پیغام ہے۔

میری روح زخمی اور بدن چھلنی ہے
مجھ کو کیا غم تیری رحمت کی چادر تنی ہے

ذرا دیکھیں تو سہی عراق کی مقدس زمین کو زیرو زبر کس نے کیا.....؟ عراقی نوجوانوں کو زبردستی پٹرول پلا کر گولیوں سے کس نے اُڑایا.....؟ فلسطین کے عوام کی خوشیوں کو پژمردہ کرنیوالا کون ہے.....؟ کشمیر سے لیکر دشتِ لیلیٰ تک، صحراؤں کو خون سے رنگین کرنیوالا کون ہے.....؟ چیچنیا، کوسوو، اراکان کے عوام اپنے زخمی اَفسانے کس کو سنائیں.....؟ جدھر دیکھئے سسکیوں سے ماحول افسردہ افسردہ ہے کہسار و بیابان آہ و بکا سے مغموم ہیں، آہیں نکل رہی ہیں اور کہیں سینے پھٹ رہے ہیں، رہی سہی کسر یہود و نصاریٰ کی ملٹی نیشنل کمپنیوں نے نکال دی، خورد و نوش سے لے کر صوف ولباس تک یہود و نصاریٰ غالب ونظر آتے ہیں، شاید یہی وجہ ہے کہ مسلمان حکمران بھی اِن کے خلاف اور اپنے حق میں آواز بلند نہیں کرتے، شاید یہی وجہ ہے کہ گوانتاموبے

بقیہ صفحہ نمبر: 40 پر

# اسلام ازم پر صیہونی یلغار

سید تصدق قادری

تا ک میں بیٹھے ہیں مدت سے یہودی سود خوار
جن کی روباہی کے آگے ہیچ ہے زورِ پلنگ

مشہور کہاوت ہے کہ ایک چرواہے کو جنگل سے ایک شیر کا بچہ ملا، وہ اُسے اٹھا کر گھر لے آیا اور اُس کی پرورش اپنی بھیڑ بکریوں میں کرنے لگا، جب صبح وہ اپنی بکریوں کے ریوڑ کو لے کر جنگل جاتا تو ساتھ ہی اُس شیر کے بچے کو بھی لے لیتا، وقت گزرتا رہا، رفتہ رفتہ شیر کا بچہ، جس کی فطرت میں چنگاڑنا اور بکری کے گوشت کو لقمہ بنانا تھا، وہ اپنی طینت وفطرت کو بھلا کر بکریوں کی طرح ممیاتا اور اُن ہی کی طرح گھاس بھوس کھاتا۔

ایک دن معمول کے مطابق وہی شیر کا بچہ ایک ندی کنارے گھاس چرنے میں مصروفِ عمل تھا کہ ایک دوسرا شیر جس کی تربیت و پرورش کسی بکریاں چرانے والے گڈریئے نے نہیں، بلکہ اُس کی شیرنی ماں نے کی تھی، اُس جانب آنکلا، شیر کافی دن کا بھوکا پیاسا تھا، اپنا شکار ریوڑ میں سے تاڑنے لگا، اچانک اُس کی نظر اُس شیر کے بچے پر پڑی جواب ایک تن آور شیر دکھائی دیتا تھا، اُس نے جب ایک شیر کو یوں بکریوں کے ساتھ چرتے دیکھا تو بہت پریشان ہوا کہ آخر ماجرا کیا ہے، شیروں کی فطرت تو بکریوں پر حملہ کرنا اور اُن کو لقمہ بنانا ہے مگر یہ تو اُن کے ساتھ گھاس چر رہا ہے۔

یہ شیر اُس کے پاس گیا اور اُسے اپنے ساتھ لے کر ندی کنارے پہنچا اور اُسے کہا کہ پانی میں میرے ساتھ اپنا عکس دیکھو، جب اُس فریب خوردۂ ضمیر فروش شیر نے جو بکریوں کا رفیق وہمنوا تھا جھیل کے پانی میں اپنا عکس دیکھا تو اُس کی شیرانہ فطرت جاگ اُٹھی اور وہ اُس شیر کے ساتھ مل کر بکریوں پر حملہ آور ہوا اور اپنی خوراک حاصل کر کے راہ لی۔

معزز قارئین! افسوس آج دورِ حاضر کے ایک مسلم کی بھی یہی کیفیت ہے، جس کی ذہنی، فکری اور جسمانی تربیت کوئی مسلمان نہیں بلکہ ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت یہود وہنود کر رہے ہیں، آج حالت یہ ہے کہ اگر

کسی مسلمان کے سامنے قرآن وحدیث کی کوئی بات کی جائے تو وہ اِس کو ایک دقیانوسی تعلیم تصور کر کے اِس کا تمسخر اُڑاتا ہے، اِسی وجہ سے آج کا مسلمان اَللہ عزوجل اور اُس کے پیارے حبیبِ لبیب ﷺ کی ذات و صفات سے بے بہرہ ہے، آج کا مسلمان یہود و نصاریٰ کا ایسا ذہنی غلام ہو کر رہ گیا ہے کہ اَغیار تو اَغیار مسلمان کہلانے والے آج دین کا مذاق اُڑاتے ہوئے نظر آتے ہیں اور مذہبی تشخص کو جرم قرار دیتے ہیں، یہود و ہنود مسلم اُمہ کو یورپی تہذیب وتمدن میں ایسا رنگ چکے ہیں کہ اِسکا نظارہ مسلمان کے کردار سے عیاں ہو رہا ہے، بقول ڈاکٹر محمد اقبال:

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

یہ ایک مسلمہ قاعدہ ہے کہ جب قومیں اپنے اَسلاف ومحسنین کی تعلیمات سے روگردانی کرتی ہیں تو اَغیار اُن کے اَنبیاء کو ساحر، اَولیاء کو چور، سلاطین کو اَوباش اور علماء وحکماء کو جاہل اور اپنے چوروں، لٹیروں، ٹھگوں اور جاہلوں کو قوم کا ہیرو بنا کر پیش کرتے ہیں، ایک عرصہ تک برصغیر پاک و ہند کے نصاب میں یہ چیز پڑھائی جاتی رہی کہ اِسلام بزورِ شمشیر پھیلا، ''سلطان محمود غزنوی'' لٹیرا، ''اورنگزیب عالمگیر'' متعصب اور ''محمد شاہ'' رنگیلا تھا جبکہ ''کلایو''، ''ڈک ٹرپن'' اور ''کیپٹن ڈریک'' جیسے چور، اِنسانیت کے سب سے بڑے محسن ومعلم تھے، اِس قسم کے خرافات وواہیات آج بھی پاکستان اور دیگر ممالک کے نصاباتِ تعلیم میں موجود ہیں، جسکا فائدہ اُٹھاتے ہوئے دشمنانِ دِیں اِسلام کے خلاف پروپیگنڈہ میں مصروفِ عمل ہیں اور پوری دنیا پر مسلمانوں کی ڈیڑھ ارب آبادی، تقریباً ستاون آزاد ریاستوں اور O.I.C کی صورت میں عرب دنیا پر مسلمانوں کی عرب تنظیم کے باوجود اُمتِ مسلمہ بے بس دِکھائی دیتی ہے، اِسکی وجہ یہ ہے کہ ہمارے حکمران کبوتر کی طرح خود کو محفوظ سمجھے ہوئے ہیں، لہٰذا جب تک اِس پروپیگنڈہ کا سدِ باب حکومتی سطح پر نہیں کیا جاتا اور اِنکو شرارتوں سے روکنے کیلئے کوئی سبق آموز لائحہ عمل تیار نہیں کیا جاتا، اَعداءِ اِسلام اپنی اِسلام دشمنی سے باز آنے والے نظر نہیں آتے لیکن یہاں معاملہ ایسا ہے کہ حکمران اپنی کرسی کے لالچ میں اِنہی اِسلام دشمن عناصر سے دینِ اسلام کو بھینٹ چڑھا چکے ہیں، بقول شاعر:

قافلے دلدلوں میں جا ٹھہرے
رہنما اب بھی رہنما ٹھہرے

محترم قارئین! ہمارے حکمرانوں کی اِسی ہوسِ اقتدار کا نتیجہ بالآخر یہ ظاہر ہوا ہے کہ دشمنانِ دین تعلیماتِ اسلام کو مسخ کرنے کے درپے ہیں اور بالخصوص ہالینڈ جو پچھلے چند برسوں سے اِسلام دشمن سرگرمیوں کا مرکز بن چکا ہے، لہٰذا نومبر 2004 میں ہالینڈ کے ایک فلم ساز ''تھیووان'' کو ایک مسلمان نے واصلِ جہنم صرف اِسلئے کیا تھا کہ اُس نے آزادی رائے ''Freedom of expression'' کی آڑ میں اِسلام کا مذاق اُڑانے کی کوشش کی تھی، اِسی طرح 2005ء میں ''ویسٹرگارڈ'' کا ڈنمارک کے ایک اخبار میں پیغمبرِ اِسلام ﷺ کے کارٹون شائع کرنا اور اُسکے قتل کی سازش میں بے قصور مسلمانوں کو گرفتار کر کے پولیس ٹارچر کرنا، اور عالمِ اِسلام کے اِحتجاج پر اپنے آپ کو سزا کیلئے پیش کرنے کی بجائے ڈنمارک کے تمام اَخبارات کا احتجاجاً اِنہی کارٹونز کا دوبارہ شائع کرنا اور ڈنمارک میں تمام اِسلام دشمن شخصیات کو پولیس تحفظ ملنا ''ڈیون گوہ'' کا ایک فلم میں برہنہ اَداکارہ کی پیٹھ پر قرآنی آیات کی خطاطی سے نمائش کرنا، اِسی پروپیگنڈہ کی کڑیاں ہے اور پچھلے دنوں مسلم اُمہ کے جذبات کو مجروح کرنے والی ایک متنازعہ فلم جسے ہالینڈ کے پارلیمنٹ ممبر ''جی ویلڈرز'' نے جنوری میں ریلیز کیا اور ''چور مچائے شور'' کے کلیے پر عمل کرتے ہوئے اِسکا نام ''فتنہ'' اِسلئے رکھ دیا تا کہ پندرہ منٹ کی اِس فلم میں دربارِ دنیا میں خود کو مظلوم اور تعلیماتِ قرآن حکیم کی غلط عکاسی کی جاسکے اور دُنیاءِ اِسلام پر مغربی تہذیب کا پرچار کرنے کی حجت قائم کی جاسکے۔

محترم قارئین! یاد رہے کہ مذکورہ ملعون ''ویلڈرز'' کا تعلق ہالینڈ کی فریڈم پارٹی سے ہے، جسکی 150 رکنی پارلیمنٹ میں صرف 9 نشستیں ہیں، جسکا مطلب صاف ہے کہ خود ہالینڈ کے عوام بھی اِس لعین کی شیطنت کو مسترد کر چکے ہیں، اِن تمام شواہد سے ایک بات اَظہر مِنَ الشّمس ہے کہ مسلم اُمہ کو دینِ اسلام سے دور کرنے کی سازش کی جارہی ہے اور اپنے مذموم مقاصد کو پورا کیا جارہا ہے، یہی تو وہ منصوبہ تھا جس سے شاعرِ مشرق ڈاکٹر محمد اقبال نے ایک عرصہ پہلے مسلمانوں کو آگاہ کیا تھا۔

یہ فاقہ کش جو موت سے ڈرتا نہیں ذرا
روحِ محمد اس کے بدن سے نکال دو

معزز قارئین! اِس پر صد بالائے صد افسوس تو یہ کہ کچھ مردہ ضمیر، حبِ رسول ﷺ سے بے بہرا، خود کو مسلمان دانشور اور اِسلام کے ترجمان کہلانے والے اِس بات پر مصر ہیں کہ مسلمانوں کو اِن تمام واقعات کے بعد بھی خاموشی اِختیار کرنی چاہیے اور خود کو پرامن رکھتے ہوئے کسی ردِعمل کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہئے، گویا کہ یہ

حضرات زبانِ حال سے یوں ندا کر رہے ہیں، اے مسلمانوں! گردشِ ایام میں تمہیں اَب قرآنی حکم "اشداء علی الکفار رحماء بینھم" کو چھوڑ کر خود ساختہ قانون "رحماء بینَ الکفار" پر عمل پیرا ہو کر بے غیرتی کی زندگی بسر کرنی چاہئے اور شیر کی ایک دن کی زندگی چھوڑ کر گیدڑ کی سو سالہ زندگی کو اِختیار کرنا عینِ حکمت ہے جبکہ وہ یہ نہیں جانتے کہ جب ناموسِ رسالت ﷺ کا معاملہ ہو تو پھر کسی مفاد یا کسی قرابت داری کو ملحوظ نہ رکھنا ہی اَہلِ ایمان کا شیوہ رہا ہے، رب تعالیٰ تو فرماتا ہے:

﴿ لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَادَّاللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ اَوْ اَبْنَائُهُمْ اَوْ اِخْوَانُهُمْ اَوْ عَشِيْرَتُهُمْ ﴾

"اور آپ اَللہ اور قیامت کے دن پر اِیمان رکھنے والوں کو اُن سے محبت رکھنے والا نہ پائیں گے جنہوں نے اَللہ اور اُسکے رسول سے عداوت کی اگرچہ یہ اُنکے باپ ہوں یا بیٹے ہوں یا اُنکے بھائی ہوں یا اُنکے قبیلے برادری والے ہوں۔" (المجادلہ آیت ۲۲)

ایسے نام نہاد مسلمانوں کیلئے شرم کا مقام ہے جو اپنی بزدلی کو حکمت کی آڑ میں چھپانے کی کوشش کرتے ہیں جبکہ The Brunei Times اخبار کے مطابق خود ڈچ عوام خواہ مسلمان ہو یا یہودی عوام اِس شیطانی فعل کیلئے سراپا اِحتجاج ہیں، مزید برآں یہ کہ امریکی اَمبیسی میں موجود Naftaniel اور Haaretz کا درج ذیل مکالمہ ایسے بے ضمیر مسلمانوں کیلئے پیغامِ غیرت ہے، قارئین کی خدمت میں اَصل متن کے ساتھ حاضرِ خدمت ہے:

"I was surprised by the silence of the local Muslim leaders," Naftaniel added. " If I were a Muslim, I would speak out and I would blame Wilders for this film. I wouldn't stop shouting bout it. I don't understand their silence, I really don't . I think they are scared."

Naftaniel says that even though he feels the Dutch Jewish community is more at liberty to criticise Fitna than the Muslim community,

ایک یہودی بنام Naftaniel دوسرے یہودی Haaretz کو کہتا ہے کہ ''مجھے مسلمانوں کے عوامی راہنماؤں کی خاموشی پر بڑا تعجب ہے، پھر Naftaniel مزید بات بڑھاتے ہوئے کہتا ہے، اگر میں مسلمان ہوتا تو ویلڈر کی اِس فلم پر اِحتجاج کرتا اور اِسکے خلاف بولتا اور میں اِس کے خلاف چلاّ نے سے نہ رکتا، مجھے اِن (مسلمانوں) کی خاموشی سمجھ نہیں آئی اور واقعی مجھے اِس بات کی سمجھ نہیں آئی، پھر میں سوچتا ہوں (شائد بیچارے) زخمی ہو چکے ہیں۔

Naftaniel کہتا ہے کہ جہاں تک میرا خیال ہے کہ ڈچ یہودی معاشرہ ''فتنہ'' فلم پر تنقید کرنے میں مسلم معاشرے کی بنسبت زیادہ آزاد ہیں۔ The Brunei Time(Monday,7 April 2008)

## خلاصہ کلام

معزز قارئین! اِسلامی تعلیمات پر جس طرح سے صیہونی یلغار ہے، اِسلام اور اہلِ اسلام کو مٹانے کیلئے جہاں ایڑی چوٹی کا زور لگایا جارہا ہے، وہاں ہر مسلمان کا یہ اِیمانی فرض بنتا ہے کہ عشقِ رسول ﷺ کے چراغاں چار دانگِ عالَم میں یوں روشن کردے کہ اُمتِ مسلمہ کا ہر بچہ کبھی تو غازی علم دین شہید کی طرح دشمنانِ دین کیلئے قہرِ خداوندی بن کے نازل ہو تو کبھی عامر چیمہ شہید بن کر اَعداءِ اسلام کے شب و روز کو بے چین کردے۔

قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کردے
دہر میں اِسم محمد سے اُجالا کردے

---

بقیہ صفحہ نمبر: 35

جیل کا جرنیل ''جے ڈبلیو ہڈ'' پاکستان میں امریکہ کی طرف سے سفیر بن کر آئے تو مسلمان اُس کا اِستقبال کرنے ایئر پورٹ گئے اور کسی میں اِتنی ہمت نہیں کہ اُس پلید کا گریبان پکڑ کر کوئی یہ ہی پوچھ لے کہ بتا تو نے ہمارے قرآنِ پاک کے اَوراق سے اِستنجا کر کے ٹائلٹ میں اَوراق کو کیوں بہایا تھا.....؟ بتا تو نے اُس قرآن کو فتنہ و فساد والی کتاب کیوں کہا تھا؟ بتا تو نے ہمارے دلوں کو زخمی کر کے نمک پاشی کا کردار انجام کیوں دیا تھا ؟

قارئین کرام! ہمارا حق بنتا ہے کہ ہم اپنے سربرآوردہ اور اِقتدارِ عالیہ کے ہال میں بیٹھنے والوں کو مجبور کریں کہ وہ ایسی ناپاک سوچ رکھنے والی گندی قوم سے بائیکاٹ کریں جس نے مدینے کے با اَمن لوگوں کی داستان کو اُن ہی کے خون سے رقم کیا ہے۔

# توہینِ رسالت کی شرعی سزا

محمد فہیم قادری

قرآن وحدیث اور علماءِ کرام کی تصریحات کے مطابق اِس بات پر اُمت کے فقہاء ومجتہدین کا اِجماع ہے کہ گستاخِ رسول ﷺ کی سزا صرف قتل ہے، توہینِ رسالت کرنے والا چاہے مسلم ہو یا غیر مسلم، عورت ہو یا مرد، قطعی اور یقینی طور پر جرم ثابت ہوجانے پر واجب القتل ہے۔

جو شخص بھی اِرادۃً یا بلا اِرادہ بقائمی ہوش وحواس یا جہالت یا نشہ کی حالت میں یا بطورِ ہنسی مذاق خواہ واضح طور پر یا اِشارۃً یا کنایۃً، اَلغرض کسی بھی طریقے سے سید المرسلین ﷺ یا کسی بھی نبی یا رسول کی شان میں بدگوئی کرے یا کوئی عیب لگائے یا بے اَدبی کرے یا اِن کی شان میں تنقیص کرے یا توہین کرے یا اِن کی کسی بات کو جھٹلائے یا اِن کی طرف جھوٹ کی نسبت کرے یا اِن کی طرف کوئی ایسی بات منسوب کرے جو اِن کے منصب کے لائق نہیں یا اِن کی کسی عادت میں نقص تلاش کرے یا کسی بے وقعت اَدنیٰ شیء سے اِن کو تشبیہ دے یا اِن کی ذات کے بے ہودہ کارٹون بنائے یا کوئی ایسا کلمہ زبان سے کہے یا قلم سے تحریر کرے جس میں بے اَدبی کا پہلو ہو تو وہ یقیناً توہینِ رِسالت کا مرتکب مجرم قرار پائے گا، اُس کی سزا صرف اور صرف قتل ہے، سیدُ الانبیاء ﷺ اور صحابہ کرام کے زمانہ مبارک سے لے کر آج تک تمام مفتیانِ عظام، مجتہدانِ کرام اور علماءِ اَنام کا اِس پر اِجماع ہے کہ جرم ثابت ہونے پر اُس کو قتل کردیا جائے گا، اُس کی توبہ بھی قبول نہ ہوگی، کسی شخص کو یہ حق نہیں کہ وہ توہینِ رسالت کے مرتکب کو کسی بھی طرح معافی دے اور اُس کے قتل کی سزا منسوخ کرے۔

## ☆ قرآنی دَلائل ☆

[1] : غزوۂ تبوک کو جاتے ہوئے کچھ منافقوں نے علیحدگی میں رَسول اللہ ﷺ کے علم کے بارے کچھ طعن کیا تو مدینہ منورہ سے واپسی پر صحابہ کرام نے حضور ﷺ کو وہ بات بتائی، سرکارِ اَقدس ﷺ نے اُن منافقوں کو بلا کر پوچھا تو وہ بدل گئے اور کہنے لگے کہ ہم معذرت چاہتے ہیں کہ یہ صرف ہمارے چند نوجوانوں نے یہ بات کہی ہے جبکہ ہمارا عقیدہ تو یہی ہے کہ آپ غیب کا علم جانتے ہیں، وہ اپنی صفائی دے رہے تھے کہ حضرت جبرائیلِ اَمین اَللہ تعالیٰ کا یہ کلام لے کر حاضر ہوئے:

﴿ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِؤُنَ ،لَاتَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ ﴾

[ التوبہ : ٦٥]

''اے حبیب! آپ فرمادیجئے کہ تم اَللہ، اُس کی آیات اور اُس کے رسول کے ساتھ مذاق کرتے ہو؟ تم معذرت مت کرو، تم ایمان لانے کے بعد کافر ہوگئے ہو۔''

اِس آیت کریمہ سے چند باتیں ثابت ہوئیں:

**(1)**: رَسولِ اَکرم ﷺ کی شان میں ذرہ بھر اہانت آمیز جملہ بھی رَسول کا اِنکار ہی نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کا بھی اِنکار ہے۔**(2)**: حضور ﷺ کے علم غیب کا عقیدہ ایک فرضی نہیں کہ اِس کا مذاق اُڑایا جائے بلکہ اِسلام و ایمان کے دوسرے حقائق کی طرح یہ بھی ایک مثبت حقیقت ہے جس کے اِنکار کرنے والے کا اِسلام و ایمان کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔**(3)**: رَسول اللہ ﷺ کی تنقیص یہی نہیں کہ اُن کو گالی گلوچ دی جائے بلکہ آپ ﷺ کی کسی فضیلت و کمال کا اِنکار بھی تنقیصِ رِسالت ہے۔**(4)**: دنیا میں بڑے سے بڑے گناہ کی توبہ و معذرت قبول ہو جائے گی مگر گستاخِ رسول ﷺ کا جملہ بولنے والے شخص کی کوئی تاویل و توبہ قبول نہیں اِسلئے کہ یہ کافر ہوگیا۔ **(5)**: بظاہر کلمہ پڑھنا تنقیصِ رسالت کرنے والے کے اِیمان کو نہیں بچا سکتا کہ کوئی لاکھ مسلمان ہونے کا دعوی کرے، اگر وہ توہینِ رسالت کا مرتکب ہوا ہے تو وہ کافر ہوگیا، ایسے شخص کی اِسلام میں کوئی گنجائش نہیں۔

## [2]: اِرشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمِنْهُمُ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ النَّبِيَّ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ ،قُلْ اُذُنُ خَيْرٍ لَكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ،يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ لِيُرْضُوْكُمْ وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ اِنْ كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ، اَلَمْ يَعْلَمُوْا اَنَّهٗ مَنْ يُّحَادِدِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاَنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيْهَا ، ذٰلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيْمُ ﴾ [التوبہ : ٦٣،٦١]

''اور اِن میں کوئی وہ ہیں کہ اِن غیب کی خبریں دینے والے (نبی) کو ستاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ تو کان ہیں (یعنی کان کے کچے ہیں، اِن سے جو کہہ دیا جائے سن کر مان لیتے ہیں) تم فرماؤ کہ تمہارے بھلے کے کان ہیں، اَللہ پر اِیمان لاتے ہیں اور مسلمانوں کی باتوں پر یقین کرتے ہیں اور جو تم میں مسلمان ہیں، اُن کے واسطے رحمت ہیں اور جو رَسول اللہ ﷺ کو اِیذا دیتے ہیں، اُن کیلئے دردناک عذاب ہے، تمہارے سامنے اَللہ کی قسم

کھاتے ہیں کہ تمہیں راضی کرلیں اور اَللہ ورسول کا حق زائد تھا کہ اُسے راضی کرتے، اگر اِیمان رکھتے تھے، کیا اِنہیں خبر نہیں کہ جو خلاف کرے اَللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کا تو اُس کیلئے جہنم کی آگ ہے کہ ہمیشہ اُس میں رہے گا، یہی بڑی رسوائی ہے۔''

اِن آیات سے مندرجہ ذیل مسائل اَخذ ہوئے:

(1): نبی کو اِیذا دینے والا [منهم] میں داخل یعنی پکا منافق وکافر ہے۔(2): جب کان کے کچے کہنے میں توہین واِیذاءِ نبی ہے تو پھر نبی کی شباہت والے کارٹون بنانا وغیرہ بھی سخت اِیذا و بے اَدبی ہے۔(3): رسول اللہ ﷺ کے موذی اور گستاخ کیلئے دردناک عذاب ہے۔(4): اِیمان کا تقاضا یہ ہے کہ بندہ رَسول اللہ ﷺ کو راضی کرے اور جو حضور ﷺ کو راضی نہ کرے بلکہ سب وشتم اور بے اَدبی کر کے ناراض کرنے والا دائرہِ اِیمان سے خارج اور پکا کافر ہے۔

## [3] : اِرشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَادُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ﴾ [المجادله: ٢٢]

''تم نہ پاؤ گے اُن لوگوں کو جو اِیمان رکھتے ہیں اَللہ اور روزِ قیامت پر کہ دوستی کریں اُن سے جنہوں نے اَللہ عزوجل اور اُس کے رسول ﷺ سے مخالفت (دشمنی) کی اگرچہ اُن کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں۔''

جب دشمن وموذی رسول ﷺ سے دوستی کرنے والا مومن نہیں تو خود دشمن وموذی رسول ﷺ کیسے مومن ہوگا، اِس آیت کا شانِ نزول یہ بیان کیا گیا ہے کہ ابوقحافہ نے حضور ﷺ کو گالی دی تو حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے اُسے قتل کرنے کا اِرادہ کیا یا یہ کہ اِبن اُبی نے حضور ﷺ کی تنقیص و بے اَدبی کی تو اُس کے بیٹے نے والد کو قتل کرنے کیلئے حضور ﷺ سے اِجازت مانگی تو ثابت ہوا کہ موذی ودشمن رسول کافر ہے، اُس کا خون بہانا، اُسے قتل کرنا حلال ہے۔

## [4]: اِرشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴾

''بے شک جو اِیذا دیتے ہیں اَللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کو، اُن پر اَللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں

اور اللہ نے اُن کیلئے ذلت کا عذاب تیار رکھا ہے۔'' [الاحزاب : ۵۷]

مفسرینِ کرام فرماتے ہیں کہ یہاں اللہ تعالیٰ کا ذکر حضور ﷺ کی تعظیم اور آپ کا مرتبہ بتانے کیلئے کیا گیا ہے کہ حضور ﷺ کو ایذا دینا اللہ تعالیٰ کو ایذا دینا ہے نیز اللہ تعالیٰ نے موذی رسول کو دارین کا لعنتی بیان فرمایا کہ وہ گستاخِ رسول ﷺ دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ کی ہر رحمت سے محروم ہے، دنیا میں تو رحمتِ ایمان سے محروم ہو کر اور آخرت میں ہمیشہ عذابِ دوزخ میں رہ کر رحمتِ الٰہی سے محروم ہوگا۔

تفسیر مظہری میں ہے :

﴿ مَنْ اٰذٰی رَسُوْلَ اللّٰهَ بِطَعْنٍ فِیْ شَخْصِهٖ اَوْدِیْنِهٖ اَوْ نَسَبِهٖ اَوْصِفَةٍ مِّنْ صِفَاتِهٖ اَوْ بِوَجْهٍ مِّنْ وُجُوْهِ الشَّیْءِ فِیْهِ صَرَاحَةً اَوْ كِنَایَةً اَوْ تَعْرِیْضًا اَوْ اِشَارَةً كَفَرَ وَلَعَنَهُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابَ جَهَنَّمَ ، وَهَلْ یُقْبَلُ تَوْبَتُهٗ ؟ قَالَ ابْنُ هَمَّامٍ : كُلُّ مَنْ اَبْغَضَ رَسُوْلَ اللّٰهِ بِقَلْبِهٖ كَانَ مُرْتَدًّا فَالسَّبَّابُ بِالطَّرِیْقِ الْاَوْلٰی وَیُقْتَلُ عِنْدَنَا حَدًّا، فَلَا یُقْبَلُ تَوْبَتُهٗ فِیْ اِسْقَاطِ الْقَتْلِ ﴾

''جس نے رسول اللہ ﷺ کی ذات یا آپ کے دین یا آپ کے نسب پاک میں یا آپ کی صفتوں میں سے کسی صفت میں طعن کر کے یا آپ پر عیوب کی قسموں میں سے کسی قسم کا عیب لگا کر صراحۃً (کھلم کھلا کہنا) یا کنایۃً (غیر واضح طور پر کہنا) یا تعریضاً (ڈھال کے طور پر) یا اشارۃً تکلیف دی تو وہ کافر ہو گیا، دنیا و آخرت میں اُس پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی اور اُس کیلئے عذابِ جہنم تیار فرمایا: کیا اُس موذی رسول کی توبہ قبول کی جائے گی؟ تو اِس کے بارے حضرت امام ابنِ ہمام فرماتے ہیں کہ جس نے رسول اللہ ﷺ کو دِل سے مبغوض جانا وہ مرتد ہو گیا تو آپ کو سب وشتم (گالی گلوچ) کرنے والا بطریقِ اَولیٰ مرتد ہو گیا اور (اِس کا حکم یہ ہے کہ) ہمارے اَحناف کے نزدیک اِسے بطورِ حد قتل کیا جائے گا اور قتل کو ساقط کرنے میں اِس کی توبہ بھی قبول نہ کی جائے گی۔

[ تفسیر مظہری ( اردو) :۷/ ۵۳۴،ضیاء القرآن ]

حضرت علامہ اِسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

﴿ وَلَا یَجُوْزُ الْقَوْلُ فِی الْاَنْبِیَاءِ بِشَیْءٍ یُؤْذِیْ اِلَی الْعَیْبِ وَالنُّقْصَانِ وَلَا فِیْمَا یَتَعَلَّقُ بِهِمْ ، وَمِنَ الْاَذِیَّةِ اَنْ لَا یُذْكَرَ اِسْمُهُ الشَّرِیْفُ بِالتَّعْظِیْمِ ..... یَحْرُمُ اَذَی النَّبِیِّ بِالْقَوْلِ وَالْفِعْلِ بِالْاِتِّفَاقِ مِنْ سَبِّهٖ وَالْعِیَاذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ فَقَالَ اَبُوْحَنِیْفَةَ وَالشَّافِعِیُّ هُوَ كُفْرٌ وَقَالَ مَالِكٌ وَاَحْمَدُ یُقْتَلُ وَلَا یُقْبَلُ تَوْبَتُهٗ ﴾ [روح البیان : ۲۳۷/۷]

''اَنبیاءِ کرام اور اُن کے حق میں جن کا تعلق اَنبیاء کرام سے ہو، ایسا قول جائز نہیں جو عیب اور نقصان کی طرف موذی ہو، حضور ﷺ کے اسم شریف کو تعظیم اور درود وسلام سے ذکر نہ کرنا بھی اِیذا ہے ..... بالاتفاق حضور کو قول وفعل سے اِیذا دینا حرام ہے، مسلمانوں میں سے جس نے حضور کو سب کہا (گالی گلوچ دی) تو اِمام اعظم اور اِمام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ کفر ہے اور اِمام مالک اور اَمام اَحمد رحمہما اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اُسے قتل کیا جائے اور اُس کی توبہ بھی قبول نہ کی جائے۔''

## ☆ اَحادیثِ مبارکہ ☆

اَحادیثِ مبارکہ سے بھی یہ بات واضح طور پر ثابت ہوتی ہے کہ رَسولِ اَکرم کی اَدنیٰ توہین کرنے والا، حضور ﷺ کو برا بھلا کہنے والا اور آپ ﷺ کی شان میں ذرا بھر بھی تنقیص کرنے والا قتل کا مستحق ہے اور اُس کی توبہ کو بالکل قبول نہیں کیا جائے گا۔

**(1)**: ﴿ عَنْ عَلِیٍّ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : مَنْ سَبَّ الْاَنْبِیَآءِ قُتِلَ وَمَنْ سَبَّ اَصْحَابِیْ جُلِدَ ﴾

[ جامع صغیر :۱۷۴۸/٤]

''حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رَسولِ اَکرم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے اَنبیاءِ کرام کو برا بھلا کہا تو اُسے قتل کیا جائے اور جس نے میرے صحابہ کو برا بھلا کہا اُسے کوڑے مارے جائیں۔''

**(2)**: حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

﴿ مَنْ سَبَّ عَلِیًّا فَقَدْ سَبَّنِیْ وَمَنْ سَبَّنِیْ فَقَدْ سَبَّ اللّٰہَ ﴾ [ مستدرك :۱۳۱/۳]

''جس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کو برا بھلا کہا تو اُس نے مجھے برا بھلا کہا اور جس نے مجھے برا بھلا کہا بے شک اُس نے رب کو برا بھلا کہا۔''

**(3)**: رسولِ اَکرم ﷺ نے اِرشاد فرمایا:

﴿ مَنْ آذٰی شَعْرَۃً مِّنِّیْ فَقَدْ آذَانِیْ وَمَنْ آذَانِیْ فَقَدْ آذَی اللّٰہَ ﴾ [جامع صغیر:۱٦٥٦/٤ ]

''جس نے میرے ایک بال کو بھی اِیذا دی، اُس نے مجھے اِیذا دی اور جس نے مجھے اِیذا دی، اُس نے اَللہ تعالیٰ کو اِیذا دی۔''

**(4)**: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رَسولِ اَکرم ﷺ نے فرمایا:

﴿ مَنْ لِکَعْبِ بْنِ اَشْرَفَ فَاِنَّهٗ قَدْ آذَی اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ﴾

حضرت محمد بن مسلمہ ﷺ کھڑے ہوئے اور عرض کی یارسولَ اللہ! اَتُحِبُّ اَنْ اَقْتُلَهٗ ،قَالَ نَعَمْ ! یارسولَ اللہ! کیا آپ اُس کے قتل کو پسند کرتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں!.....پھر خلاصہ یہ ہے کہ حضرت محمد بن مسلمہ ﷺ نے حضور ﷺ کے حکم پر اُس گستاخِ رسول کو قتل کر دیا۔

[صحیح بخاری : ۵۷۶/۲] ، [ صحیح مسلم : ۱۱۰/۲ ] ، [کتاب الشفاء : القسم الرابع ، الباب الاول ،الفصل الثانی: ۲۵۵]

اِس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضور ﷺ کا گستاخ واجب القتل ہے۔

**(5)**: حضرت براء ﷺ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ابورافع کے ہاں چند انصاری نوجوانوں کو بھیج کر اُسے قتل کروادیا، کیونکہ حدیث میں ہے: کَانَ اَبُوْ رَافِعٍ یُؤْذِی رَسُوْلَ اللّٰهِ (ابورافع حضور کو تکلیف دیتا تھا)۔

[ صحیح بخاری : ۵۷۷/۲]

## ☆ اِجماعِ اُمت ☆

علامہ قاضی عیاضی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ اِنَّ جَمِیْعَ مَنْ سَبَّ النَّبِیَّ اَوْ عَابَهٗ اَوْ اَلْحَقَ بِهٖ نَقْصًا فِیْ نَفْسِهٖ اَوْ نَسَبِهٖ اَوْ دِیْنِهٖ اَوْ خَصْلَةٍ مِّنْ خَصَائِلِهٖ اَوْ عَرَضَ بِهٖ اَوْ شَبَّهَهٗ بِشَیْءٍ عَلٰی طَرِیْقِ السَّبِّ لَهٗ اَوِ الْاِزْرَاءِ عَلَیْهِ اَوِ التَّصْغِیْرِ لِشَانِهٖ اَوِالْغَضِّ مِنْهُ وَالْعَیْبِ لَهٗ فَهُوَ سَابٌّ لَهٗ وَالْحُکْمُ فِیْهِ حُکْمُ السَّآبِّ یُقْتَلُ .....تَصْرِیْحًا کَانَ اَوْ تَلْوِیْحًا وَکَذٰلِکَ مَنْ لَعَنَهٗ اَوْ دَعَا عَلَیْهِ اَوْ تَمَنّٰی مُضَرَّةً لَهٗ اَوْ نَسَبَ اِلَیْهِ مَالَایَلِیْقُ بِمَنْصِبِهٖ عَلٰی طَرِیْقِ الذَّمِّ اَوْعَبَثَ فِیْ جِهَتِهِ الْعَزِیْزَةِ بِسَخْفٍ مِّنَ الْکَلَامِ وَهَجْرٍ وَمُنْکَرٍ مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرٍ اَوْ عَیَّرَهٗ بِشَیْءٍ مِّمَّا جَرٰی مِنَ الْبَلَآءِ وَالْمِحْنَةِ عَلَیْهِ اَوْ غَمَصَهٗ بِبَعْضِ الْعَوَارِضِ الْبَشَرِیَّةِ الْجَائِزَةِ وَالْمَعْهُوْدَةِ لَدَیْهِ وَهٰذَا کُلُّهٗ اِجْمَاعٌ مِّنَ الْعُلَمَاءِ وَاَئِمَّةُ الْفَتْوٰی مِنْ لَدُنُ الصَّحَابَةِ اِلٰی هَلُمَّ جَرًّا ﴾

”بے شک وہ شخص جس نے رسولِ اکرم ﷺ کو برا بھلا کہا یا آپ ﷺ کو عیب لگایا یا آپ ﷺ کی ذات یا صفات میں یا آپ کے نسب یا آپ کے دین اور سیرت اور حکومت میں یا آپ کی خصلتوں میں سے کسی خصلت

﴿ مَنْ لِکَعْبِ بْنِ اَشْرَفَ فَاِنَّهٗ قَدْ آذَی اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ﴾

حضرت محمد بن مسلمہ ﷺ کھڑے ہوئے اور عرض کی یارسولَ اللہ! اَتُحِبُّ اَنْ اَقْتُلَهٗ ،قَالَ نَعَمْ ! یارسولَ اللہ! کیا آپ اُس کے قتل کو پسند کرتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں!.....پھر خلاصہ یہ ہے کہ حضرت محمد بن مسلمہ ﷺ نے حضور ﷺ کے حکم پر اُس گستاخِ رسول کو قتل کر دیا۔

[صحیح بخاری : ۵۷۶/۲] ، [ صحیح مسلم : ۱۱۰/۲ ] ، [کتاب الشفاء : القسم الرابع ، الباب الاول ،الفصل الثانی: ۲۵۵]

اِس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضور ﷺ کا گستاخ واجب القتل ہے۔

**(5)**: حضرت براء ﷺ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ابورافع کے ہاں چند انصاری نوجوانوں کو بھیج کر اُسے قتل کروادیا، کیونکہ حدیث میں ہے: کَانَ اَبُوْ رَافِعٍ یُؤْذِی رَسُوْلَ اللّٰهِ (ابورافع حضور کو تکلیف دیتا تھا)۔

[ صحیح بخاری : ۵۷۷/۲]

## ☆ اِجماعِ اُمت ☆

علامہ قاضی عیاضی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ اِنَّ جَمِیْعَ مَنْ سَبَّ النَّبِیَّ اَوْ عَابَهٗ اَوْ اَلْحَقَ بِهٖ نَقْصًا فِیْ نَفْسِهٖ اَوْ نَسَبِهٖ اَوْ دِیْنِهٖ اَوْ خَصْلَةٍ مِّنْ خَصَائِلِهٖ اَوْ عَرَضَ بِهٖ اَوْ شَبَّهَهٗ بِشَیْءٍ عَلٰی طَرِیْقِ السَّبِّ لَهٗ اَوِ الْاِزْرَاءِ عَلَیْهِ اَوِ التَّصْغِیْرِ لِشَانِهٖ اَوِالْغَضِّ مِنْهُ وَالْعَیْبِ لَهٗ فَهُوَ سَابٌّ لَهٗ وَالْحُکْمُ فِیْهِ حُکْمُ السَّابِّ یُقْتَلُ .....تَصْرِیْحًا کَانَ اَوْ تَلْوِیْحًا وَکَذٰلِکَ مَنْ لَعَنَهٗ اَوْ دَعَا عَلَیْهِ اَوْ تَمَنّٰی مُضَرَّةً لَهٗ اَوْ نَسَبَ اِلَیْهِ مَالَایَلِیْقُ بِمَنْصَبِهٖ عَلٰی طَرِیْقِ الذَّمِّ اَوْعَبَثَ فِیْ جِهَتِهِ الْعَزِیْزَةِ بِسَخْفٍ مِّنَ الْکَلَامِ وَهَجْرٍ وَمُنْکَرٍ مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرٍ اَوْ عَیَّرَهٗ بِشَیْءٍ مِّمَّا جَرٰی مِنَ الْبَلَآءِ وَالْمِحْنَةِ عَلَیْهِ اَوْ غَمَصَهٗ بِبَعْضِ الْعَوَارِضِ الْبَشَرِیَّةِ الْجَائِزَةِ وَالْمَعْهُوْدَةِ لَدَیْهِ وَهٰذَا کُلُّهٗ اِجْمَاعٌ مِّنَ الْعُلَمَاءِ وَاَئِمَّةُ الْفَتْوٰی مِنْ لَدُنُ الصَّحَابَةِ اِلٰی هَلُمَّ جَرًّا ﴾

”بے شک وہ شخص جس نے رسولِ اکرم ﷺ کو برا بھلا کہا یا آپ ﷺ کو عیب لگایا یا آپ ﷺ کی ذات یا صفات میں یا آپ کے نسب یا آپ کے دین اور سیرت اور حکومت میں یا آپ کی خصلتوں میں سے کسی خصلت

جنہوں نے یہ فتوی دیا، اُن میں اِمام مالک، حضرت لیث، اِمام اَحمد اور اِمام اسحٰق ہیں اور یہی مذہب ہے اِمام شافعی کا اور یہی حضرت اَبوبکر صدیق کے قول کا مقتضی ہے اور اِن آئمہ کے نزدیک اِس (گستاخ رسول) کی توبہ قبول نہیں اور اِسی طرح فرمایا ہے حضرت اِمام ابوحنیفہ اور اِن کے اصحاب (حضرت امام محمد، امام ابو یوسف، امام زفر اوران کے اہل مذہب) نے اور امام ثوری اور سب اہلِ کوفہ اور اِمام اَوزاعی نے بھی یہی فرمایا ہے لیکن یہ حضرات فرماتے ہیں کہ یہ سب نبی کا اِرتداد ہے یعنی ایسا کرنے والا مرتد ہوجاتا ہے۔''

[کتاب الشفاء : القسم الرابع ، الباب الاول ،الفصل الاول، الحکم الشرعی فیمن سب النبی او تنقصه: ۲۵۳]

معزز قارئین! توہینِ رسالت کے مرتکب کو قتل کرنے پر ساری اُمت کے فقہاء وعلماء کا اِتفاق ہے اور صحابہ کرام کا عمل بھی یہی تھا، اِسلئے کہ ناموسِ رسالت کیلئے سرفروشی ایک ایسا سودا ہے جس میں خسارہ نہیں، فائدہ ہی فائدہ ہے کہ اِس سے اِیمان کی تکمیل کا ثبوت ملتا ہے، اِسی سے محبت کے اِعتبار اور وفا کے اِفتخار کا پتہ چلتا ہے۔

محمد کی محبت دِینِ حق کی شرطِ اَول ہے
اِسی میں ہو اَگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

# لبیک یارسولؐ اللہ ریلی کی روئیداد

حافظ محمد اَرشد مصطفائی

مغربی ممالک کی جانب سے توہین آمیز خاکوں کی دوبارہ اِشاعت پر اُمتِ مسلمہ میں فکری شعوری بیداری، مغربی کلچر سے بیزاری اور اِسلامی تہذیب وتمدن کے اِحیاء کیلئے ترویجِ شریعت اور اِحیاءِ سنت کی عظیم روحانی تحریک اِدارۃُ المصطفیٰ کے زیرِ اہتمام ۲۴ اپریل ۲۰۰۸ بروز جمعرات غازی عامر چیمہ شہید کے مزار سارو کی سے غازی علم دین شہید کے دربار لاہور تک ۳۱۳ گاڑیوں پر مشتمل لبیک یارسول اللہ! ریلی نکالی گئی۔

ریلی کی قیادت اَمیرِ اَعلیٰ اِدارۃُ المصطفیٰ پیرزادہ محمد رضا ثاقب مصطفائی نے کی، ریلی کا آغاز صبح نو بجے کے بعد ہوا، تاہم دُور دراز سے شرکاء کی آمد کا سلسلہ صبح ۸ بجے کے بعد ہی شروع ہو گیا تھا، وقت مقررہ پر غازی عامر چیمہ شہید کے مزار پر فاتحہ خوانی کی گئی، بعد اَزاں دُرود وسلام بحضور سرورِ کونین ﷺ پیش کیا گیا، دورانِ سلام پر کیف منظر تھا، ہر آنکھ آنسوؤں کا خراج پیش کر رہی تھی، ہر دل جذبوں کی فراوانی لئے تڑپ رہا تھا، ہر سر حرمتِ رسول ﷺ پر کٹنے کیلئے جھکا ہوا تھا، ہر زبان یہ نغمہ اَلاپ رہی تھی:

پیارے آقا ﷺ! آپ کی خاطر ، دل بھی حاضر ، جان بھی حاضر!

گاڑیوں کی تعداد ٹارگٹ سے کہیں زیادہ تھی، ہر گاڑی ر لبیک یارسول اللہ! کی خوبصورت فلیکس آویزاں تھی، ریلی اپنی منزل کی طرف روانہ ہونے کیلئے بالکل تیار تھی کہ حافظ محمد یعقوب فریدی نے ڈنمارک میں توہین آمیز خاکوں کی اِشاعت کے خلاف قراردادِ مذمت پیش کی، اِس موقع پر ہزاروں شرکاء نے ہاتھ اُٹھا کر لبیک یارسول اللہ کی صداؤں میں اِس قرارداد کی تائید کی، سینکڑوں گاڑیوں پر مشتمل یہ ریلی جب مزار غازی عامر چیمہ شہید سے روانہ ہوئی تو چھتوں سے پھولوں کی پتیاں نچھاور کی گئیں، راستے میں ہر بستی کے لوگوں کی جانب سے شاندار اِستقبال دیدنی تھا، وزیر آباد پہنچنے پر ریلوے

پل کے اوپر سے نچھاور کی گئیں پھولوں کی پتیاں ہر گاڑی کی زینت کا باعث بن گئیں، ہر شخص محبت رسول ﷺ کا اظہار کر رہا تھا، گکھڑ پہنچنے پر کارکنان اِدارۃُ المصطفیٰ کے علاوہ سینکڑوں لوگ دو طرفہ قطار میں پھولوں کی پتیاں اور گلاب کے ہار لئے کھڑے تھے، شہر میں لگے بینروں اور لبیک یارسول اللہ! کی صداؤں نے پورے ماحول کو رنگ و نور سے بھر دیا۔

محبت سے سرشار عشاقانِ مصطفیٰ ﷺ پر مشتمل یہ ریلی جب گوجرانوالہ پہنچی، جماعتِ اَہلسنت کے ضلعی وصوبائی قائدین اور کارکنانِ اِدارۃُ المصطفیٰ کے علاوہ مختلف تنظیمات کے اَعلیٰ عہدیداروں، سماجی، سیاسی، مقامی تاجر برادری کے ہزاروں اَفراد نے شاندار اِستقبال کیا، اِستقبال کرنے والوں سے اَمیر اَعلیٰ اِدارۃُ المصطفیٰ نے مختصر خطاب میں کہا کہ قوتِ اِیمانی اور نسبتِ رسول ﷺ کا یہ شاندار عملی مظاہرہ مغربی کلچر سے مکمل بیزاری کا اِعلان ہے، توہین آمیز خاکوں کی دوبارہ اِشاعت کے اِس اِنتہائی اہم اور نازک مسئلے پر اِدارۃُ المصطفیٰ مغرب کی اِس ناپاک جسارت کی بھرپور مذمت کرتا ہے، حرمتِ رسول ﷺ پر جان و مال قربان کرنے کو اَراکینِ اِدارۃُ المصطفیٰ اَبدی سعادت سمجھتے ہیں، مختلف ٹی وی چینلز اور اَخبارات کے نمائندے ریلی کی کوریج کر رہے تھے، پورا جی ٹی روڈ لبیک یارسول اللہ! کی صداؤں سے گونج رہا تھا، شہر میں مختلف مقامات پر لگے ہوئے بینرز، فلیکسز ریلی میں شریک غلامانِ مصطفیٰ ﷺ کو گرمی کی شدت سے بے نیاز کر رہے تھے۔

موڑ ایمن آباد پہنچنے پر مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے سینکڑوں افراد نے لبیک یارسول اللہ! ریلی کے شرکاء کا شاندار اِستقبال کیا اور اِس بات کا عہد کیا کہ

پیارے آقا! آپکی خاطر ، دل بھی حاضر ، جان بھی حاضر۔

کاموں کے پہنچنے پر کارکنانِ اِدارۃُ المصطفیٰ، جمعیت علماء پاکستان، مرکزی جماعتِ اَہلسنت اور مختلف تنظیموں کے عہدے داران کے علاوہ سیاسی و سماجی شخصیات کی کثیر تعداد نے اِستقبال کیا، جی ٹی روڈ پر لگے ہوئے بینروں کی تحریریں ریلی کے شرکاء کی توجہ کا مرکز بنی رہیں، اِس موقع پر اَمیر اَعلیٰ اِدارۃُ المصطفیٰ نے کہا کہ مغرب کی سازشوں سے اُمتِ مسلمہ زوال کا شکار ہو چکی ہے، اِس زوال کو عروج سے

بدلنے کیلئے ہر فرد کو اپنے حصے کا کام کرنا ہوگا۔

شکوۂ ظلمتِ شب سے تو کہیں بہتر تھا
اپنے حصے کی کوئی شمع جلاتے جاتے

آئیں! ہم بارگاہِ سید اِنس و جاں میں تجدیدِ عہد وفا کریں کہ ہم اپنی تمام تر صلاحیتیں تحفظ ناموسِ رسالت ﷺ اور اِسلام کی سربلندی کیلئے وقف کرتے ہیں۔

مرید کے میں کارکنانِ اِدارۃُ المصطفیٰ کے علاوہ دیگر سیاسی، سماجی شخصیات نے ریلی پر پھولوں کی پتیاں نچھاور کیں، شرکاء نے جھنڈوں کو لہرا کر لبیک یارسول اللہ! کی صدائیں لگاتے ہوئے مرید کے عبور کیا، مادیت اور اَفراتفری کے اِس دور میں محبتِ رسول ﷺ کی خوشبو بکھیرتی یہ ریلی ایک اِمتیازی شان کے ساتھ جب لاہور کے راوی پل پر پہنچی تو زندہ دِلانِ لاہور کی نگاہوں کا مرکز بن گئی، ٹریفک کے بے ہنگم طوفان کے باوجود راوی پل سے غازی علم الدین شہید کے دربار تک ریلی کا بلا رکاوٹ پہنچنا اِنتظامیہ کی گہری وابستگی کا ثبوت ہے، ریلی کا نظم وضبط عشقِ مصطفیٰ ﷺ سے سرشار دلوں کے جذبات اور لبیک یارسول اللہ! کی صداؤں نے نور ونکہت کا ایسا ماحول بنا دیا کہ ریلی کا پیغام ہر خاص وعام تک پہنچ گیا۔

شرکاء کے جوش وخروش سے محسوس ہو رہا تھا کہ سوچوں کے زاویے تبدیل ہو رہے ہیں، اِجتماعی ضمیر انگڑائی لے رہا ہے اور بدلتے ہوئے حالات طلوعِ صبح کا پتہ دے رہے ہیں، ریلی کے شرکاء جیسے ہی غازی علم الدین شہید کے دربار پر پہنچے، لبیک یارسول اللہ! کی صداؤں نے ساکن فضاؤں میں اِرتعاش پیدا کر دیا، کچھ دیر بعد اِس اِرتعاش کو سکوت نے اپنے دامن میں سمیٹ لیا، غازی علم الدین شہید کے دربار پر حاضری ہوئی، خوبصورت اَنداز، پرکیف ماحول میں تلاوت ونعت خوانی ہوئی، دُرود وسلام بحضور سرورِ کونین ﷺ پیش کیا گیا، بعد اَزاں پیرزادہ محمد رضا ثاقب مصطفائی صاحب نے دُعا کیلئے ہاتھ اُٹھائے تو شرکاء ایک خاص کیف وسرور میں ڈوب گئے، آنکھوں سے مسلسل اَشک رواں رہے، دردوسوز کی وجد آفریں کیفیت کچھ ایسی تھی کہ ہچکیوں کی آوازیں بلند ہونے لگیں، ایسے محسوس ہو رہا تھا کہ شرکاء پر اَللہ تعالیٰ کے خاص اَنوار وتجلیات کی بارش ہو رہی ہے

صلوٰۃ وسلام اور دُعا پر یہ ریلی اِختتام پذیر ہوئی اور شرکاءِ محبتِ رسول ﷺ کی مٹھاس کو چار دانگِ عالم میں پھیلانے کا جذبہ لے کر اپنے گھروں کو واپس لوٹے۔

# شہیدانِ ناموسِ رسالت

محمد سلطان مصطفائی

ناموسِ رسالت ﷺ کے تحفظ کیلئے سرفروشی ایک ایسا سودا ہے جس میں خسارہ نہیں، فائدہ ہی فائدہ ہے کہ اِسی سے اِیمان کی تکمیل کا ثبوت ملتا ہے، اِسی سے محبت کے اِعتبار اور وفا کے اِفتخار کا پتہ چلتا ہے کہ یہی واحد پیمانہ ہے اُس عظیم وجلیل محبوب ﷺ کی محبت کا جو وجہِ وجودِ کائنات ہیں، جس نے اِس ظلمت کدے میں ہدایت، سعادت اور رحمت کی کرنیں برسائیں، جس کی ذاتِ پاک سے ہماری حیات مستعار کی ہر آبرو وابستہ ہے، جو فی الواقع رُخِ جمالِ اِلٰہی کا آئینہ ہے اور دستِ فطرت کا وہ عظیم ترین شاہکار ہے جس پر خود حسنِ آفرین کو ناز ہے کہ طور پر تجلیوں کی بارش اُس وقت تک کیلئے تھی جب تک قدرت کے فن کو اَوجِ کمال نہ ملا تھا۔

یہی وجہ ہے کہ خالقِ حقیقی نے اپنی محبت اور اِطاعت کو اُسی ذاتِ اَقدس سے وابستہ کر دیا اور یہی باعث ہے اِس امر کا کہ مالکِ دو جہاں اُس ذات کی شان میں ہلکی سی شوخی اور اَدنیٰ سی گستاخی بھی برداشت نہیں کرتا۔

اور تاریخ شاہد ہے کہ ایسی نازیبا سلوٹوں، ایسے ناپاک زاویوں اور ایسی گستاخ حرکتوں کے حامل وجود، غبارِ معصیت بن کر اُڑتے رہے ہیں۔

حق یہ ہے کہ جب بھی کوئی غیرت مند محبوبِ خدا ﷺ کے بارے میں گستاخی کرنے والے کی زبان اُس کی گدی سے باہر کھینچتا ہے تو ساتھ ہی اُس کیلئے جنت کے بھی اِیوان کھل جاتے ہیں، ہماری پندرہ سو سالہ تاریخ کے حاشیے ایسے ہی جان نثاروں کے لہو سے گل رنگ ہے جو اِشارۃً اور کنایۃً بھی اپنے نبی کریم ﷺ کی توہین ایک لمحے کیلئے بھی برداشت نہیں کرتے، صراحۃً تو بڑی دور کی بات ہے۔

کب موت سے ڈرتے ہیں غلامانِ محمد ﷺ
یہ اپنے غلاموں پہ ہے فیضانِ محمد ﷺ

ہوتا ہے اَلگ سر مرا شانوں سے تو ہو جائے
پر ہاتھ سے چھوٹے گا نہ دَامانِ محمد ﷺ

مسلمان اپنے آقا ومولیٰ خاتم الانبیاء ﷺ کی عزت وناموس پر مر مٹنے اور اِس کی خاطر دنیا کی ہر چیز قربان کرنے کو اپنی زندگی کا ماحصل سمجھتے ہیں، آیئے اُنہی جانثارانِ مصطفیٰ ﷺ جنہوں نے اپنے آقا ومولیٰ ﷺ کی عزت وناموس کی خاطر اپنی جانوں کے نذرانے اپنے خالق ومالک کی بارگاہ میں پیش کئے ،اُن کا سرسری سا جائزہ لیں، یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہے کہ ہمارے آقا ومولیٰ، اِمامُ الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ آخری نبی ہیں اور نبوت کا دروازہ آپ پر بند ہو چکا ہے، قیامت تک اَب کوئی نیا نبی نہیں آئے گا ،اِس کے باوجود نبی اَکرم ﷺ کی رِحلت کے بعد منافقین نے نبوت کے جھوٹے دعویداروں کی صورت میں سر اُٹھایا، جانشینِ رسولِ اَکرم ﷺ امیر المؤمنین خلیفہ اول بلافصل حضرت ابوبکر صدیق ﷺ نے ناموسِ رسالت وآبروئے ختمِ نبوت کا حق ادا کرنے کیلئے ،اَللہ کی تلوار حضرت خالد بن ولید ﷺ کو اِس فتنے کی جڑیں کاٹنے اور اِن بے اِیمانوں کے سرتن سے جدا کرنے پر مامور کیا ،جنگِ یمامہ کفر واِسلام کے اِسی معرکہ کی تاریخ ہے، جس میں بارہ سو کے لگ بھگ صحابہ کرام ﷺ نے عزتِ ناموسِ رِسالت پر اپنی جانوں کے نذرانے پیش کر کے جامِ شہادت نوش کیا، اُن شہداء میں تین سو ستر ایسے صحابہ کرام ﷺ تھے جو حافظِ قرآن بھی تھے اور اُن کا درجہ مسلمانوں میں بہت بلند تھا۔

## جنگِ یمامہ کے چند شہداء صحابۂ کرام کے اَسماءِ گرامی

مورخین کے مطابق ختمِ نبوت کے سب پہلے شہید صحابی حضرت حبیب بن زید انصاری ﷺ ہیں، اِن کے علاوہ دیگر شہداءِ جنگِ یمامہ کے نام یہ ہیں:

حضرت زید بن خطاب قرشی، حضرت سالم بن معقل، حضرت سائب بن عثمان، حضرت شجاع بن ابی وہب، حضرت عبداللہ بن مخرمہ، حضرت مالک بن اُمیہ، حضرت سماک بن خرشتہ، حضرت عائذ بن ماعز، حضرت نعمان بن اَعقر، حضرت معن بن عدی، حضرت عقبہ بن عامر، حضرت

عبدالرحمٰن بن عبداللہ حضرت عباد بن بشر، حضرت ثابت بن ہزال، حضرت ثابت بن خالد، حضرت اَیاس بن ورقہ رضی اللہ عنہم۔

## برصغیر پاک و ہند کے شہداء ناموس مصطفیٰ ﷺ

برصغیر پاک و ہند کے شہیدانِ ناموسِ مصطفیٰ ﷺ کے اَسماءِ گرامی یہ ہیں:

غازی علم الدین شہید، غازی مرید حسین، غازی عبدالرشید، غازی عبدالقیوم، غازی عبداللہ غازی منظور حسین، غازی محمد صدیق، غازی عبدالمنان، غازی میاں محمد، غازی احمد دین، غازی معراج دین، غازی فاروق، غازی حاجی محمد مانک، غازی محمد اسحاق، غازی عبدالرحمٰن، غازی زاہد حسین، غازی محمد منیر، غازی خدا بخش، غازی محمد حنیف، غازی غلام محمد، غازی عامر چیمہ شہید رحمہم اللہ تعالیٰ۔ اِس کے علاوہ تحریکِ ختم نبوت ۱۹۷۴ء میں ۳۳ شمعِ رِسالت کے پروانوں نے جامِ شہادت نوش فرمایا:

# فکرِ اَمروز

حافظ محمد یعقوب فریدی

تاریخ کے اَوراق پر نگاہ دوڑائیں تو بارہویں صدی عیسوی تک اِسلام کا سورج پوری آب وتاب کے ساتھ چمکتا دِکھائی دیتا ہے، جس نے دنیا کے ہر تمدن کو خیرہ کر دیا، کائنات کی ہر تہذیب اِسلامی تہذیب کے سامنے گھٹنے ٹیکے نظر آتی ہے صلیبی جنگوں میں شکست کھانے کے بعد سازشی، مکار اور شکست خوردہ اَذہان نے اپنے زخموں کو چاٹتے ہوئے مختلف تدابیر اور مذموم سازشوں کی ناپاک منصوبہ بندی کی، یہ فروری ۱۸۳۵ء کو برطانوی مفکر لارڈ میکالے کی برطانوی پارلیمنٹ میں کی گئی، اِس میں یہ بات متفقہ طے کی گئی کہ جب تک ہم مسلم قوم کی ریڑھ کی ہڈی (دین مصطفیٰ) نہ توڑ دیں تب تک ہم اِس ملک کو فتح نہیں کر سکتے، چنانچہ اِنہوں نے آزادیٔ اِظہار، روشن خیالی اور حقوقِ نسواں کا نام نہاد فلسفہ اِیجاد کیا، آج ہمیں امریکہ اور یورپ میں ہر طرف فحاشی، عریانی اور جنسی بے راہ روی نظر آتی ہے، یہ دراصل اُسی ناپاک فلسفے کی مرہونِ منت ہے، یورپ نے آنے والے دنوں میں اپنی اِس بداَخلاقی کو ''سماجی تبدیلی'' کا نام دیا اور اِسے ترقی اور روشن خیالی کی شکل دے کر اِسلامی ممالک میں اسمگل کرنا شروع کر دیا، آج کے دور میں ترقی کا مطلب بے حیائی، رقص گاہیں، شراب خانے، جوا خانے اور سود کے سوا کچھ نہیں، پچھلی ربع صدی سے ڈیڑھ ارب مسلمانوں کے دلوں کو توہینِ رسالت اور اِہانتِ قرآن کر کے جس طرح زخمی کیا گیا، وہ اِن کی نام نہاد روشن خیالی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

اَرضِ مقدس فلسطین میں ایک سو کے قریب معصوم اور ننھے بچوں کو زمیں پر لٹا کر اوپر سے بھاری ٹینک گذارنا، عراق میں ہزاروں، لاکھوں مسلمانوں کو تہ تیغ کرنا، افغانستان میں ہنستے بستے گھرانوں پر بارود کی بارش برسا کر اُنہیں کھنڈرات میں تبدیل کرنا، یورپ کے معاندانہ اور جارحانہ رویے کی واضح طور پر عکاسی کر رہا ہے، پچھلے برس جنوبی عراق میں تقریباً ۱۰۰ عورتوں کو قتل کر کے اُن کی نعشوں کو مسخ کیا گیا، ظلم و جبر اور بہیمت کے اِن خوفناک مظاہر پر کسی کی جبین شکن آلود ہوئی اور نہ ہی مسلمانوں پر ٹوٹنے والے مظالم کی کوئی ٹیس اِنہیں اپنے بے حس وجود میں محسوس ہوئی، یہی وجہ ہے کہ اوآئی سی کرۂ اَرض کا سب سے زیادہ بے وقعت اور بے حیثیت پلیٹ فارم بن چکا ہے اور اِسکی مثال مردہ گھوڑے کی سی ہے، خود وطن عزیز تہہ در تہہ بحرانوں کے سنگین دور سے گزر رہا ہے، آٹے سے لے کر بجلی کی قلت تک، ہوش ربا مہنگائی سے لے کر بڑھتی ہوئی بے روزگاری تک پیچیدہ مسائل کا ایک اَنبار لگا ہوا ہے، جس نے ایک عام آدمی کا جینا دوبھر کر دیا ہے، گزشتہ آٹھ سالوں کے دوران اَرضِ وطن میں جبر کے سائے تلے صرف خودکش دھماکوں کی فصل ہی کاشت ہوتی رہی، پورا ملک آگ وخون کی لپیٹ میں ہے، اَمن مفقود اور ہر گھر میں صفِ ماتم بچھی نظر آتی ہے، آج اِس کی اپنی بیٹی کی عزت محفوظ نہیں، ہر طرف افراتفری کا عالم ہے، پاکستان کی اَساس اور بنیاد پر تابڑ توڑ حملے جاری ہیں، فرزندانِ پاکستان کے دلوں سے لا اِلٰہ الا اللہ کا مفہوم دانستہ طور پر محو کیا جا رہا ہے، یہ سب کچھ ایک منظم سازش کے تحت کیا جا رہا ہے، حالیہ عدالتی



http://www.idaratulmustafa.net/koolali101 2009/3/31 9:58:31 / Page 56

بحران اور ملک میں سیاسی عدمِ استحکام کی فضا اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے جس کے در پردہ مقاصد میں دنیا کی پہلی اسلامی عالمی طاقت کو اس کے جوہری اثاثوں سے محروم کرنا ہے۔

امریکن انٹر پرائز انسٹی ٹیوٹ تھنک ٹینک کے عسکری رکن ''فریڈرک کاگان'' کے مطابق پاکستان کے جوہری اثاثوں کو تحویل میں لینے کی حکمت عملی بھی تیار کر لی گئی ہے، اپنے ان مذموم ارادوں کی تکمیل کیلئے حالات کی مزید ابتری کا انتظار کر رہے ہیں تا کہ اس کی آڑ میں وہ پاکستان کے ایٹمی اثاثوں پر قبضہ کر سکیں۔

مسلمان قوم زمین کے ایک خاص حصے پر مقتدر ہونے کے باوجود صبحِ فروزاں کے انتظار میں تارے گن رہی ہے، باہمی امتیازات نے ہماری سوچ کو اپاہج کر دیا ہے، ہم نے کبھی یہ سوچنا گوارا ہی نہیں کیا کہ ایک گھر، محلے سے لے کر ایک صوبے اور پورے ملک بلکہ اس سے بھی آگے پوری ملتِ اسلامیہ میں افتراق و انتشار کا غلغلہ کیوں بپا؟ اور شور کیوں اٹھ رہا ہے؟

تاریخ کے اوراق اُلٹیں تو پتہ چلتا ہے کہ بابل اور نینوا کی تباہی کے فسانے ابھی بھی مؤرخین کو ازبر ہیں، بیت المقدس کی بربادی اس کے در و دیوار سے ظاہر ہو رہی ہے، سپین کے کھنڈرات زبانِ حال سے کہہ رہے ہیں کہ کبھی یہاں بھی قال اللہ وقال الرسول کی صدائے دلنواز مسجدوں میں گونجتی تھی، غرناطہ کی فضائیں اور مسجد اقصیٰ کے مینار آج بھی اللہ اکبر کے دلکش اور دل آویز نعروں کی سرگوشیاں کرتے حسرت و یاس کی جامد تصویر بنے نظر آتے ہیں، غزالی، طبری، رازی، خوارزمی اور زاہراوی ایسے نامور علماء اور مسلم سائنسدان جن کے علم و فن کا سکہ اہلِ یورپ کے دل و دماغ پر ابھی تک قائم ہے، انکی روحیں آج بھی مسلمانوں کی بدحالی پر تڑپ رہی ہیں، قلندر لاہوری اقبال جس نے فکر و تدبر کے دیئے جلائے اور ملتِ اسلامیہ کی عظمتِ رفتہ واپس لانے کی تڑپ مسلمانوں کے دل میں پیدا کی، انہوں نے مسلم نوجوانوں کو مخاطب کر کے انہیں عرفانِ نفس اور شعورِ ذات کا درس دیا، ان کے اندر احساسِ خودی پیدا کرنے کی کوشش کی، انہوں نے مسلمانوں کو مغرب کی نقالی کرنے کی بجائے اپنے لئے نئی راہیں متعین کرنے کی تلقین کی، وہ چاہتے تھے کہ مسلمان دوسروں کے آگے ہاتھ پھیلائے بغیر دنیا کی عظیم ترین قوم بن جائیں، تاریخ کا عجیب مرحلہ ہے کہ آج ہم پھر دوراہے پر کھڑے ہیں، آج اُمتِ مسلمہ کے حالات پہلے کی نسبت زیادہ دگرگوں ہیں، دنیا بھر میں مسلمانوں کو عتاب کا نشانہ بنایا جا رہا ہے، ۹/۱۱ کے بعد اسلام دشمن قوتوں نے مسلم ممالک کے خلاف باقاعدہ مہم شروع کر رکھی ہے اور اسلام مخالف پالیسیاں جاری رکھے ہوئے ہیں، ایسے میں حالات کا تقاضا ہے کہ ہم اپنے مسائل کے حل کیلئے اٹھ کھڑے ہوں، ہاتھ پہ ہاتھ دھرے منتظرِ فردا رہنے کی بجائے اسلام کی نشاۃِ ثانیہ کیلئے سامراجی اور استعماری قوتوں کا ڈٹ کر مقابلہ کریں، چاہے اس کیلئے ہمیں جان بھی قربان کرنی پڑے تو دریغ نہ کریں ورنہ:

ہماری داستاں تک نہ ہوگی داستانوں میں